تعلیماتِ صوفیائے مدار پر مبنی ایک نایاب کتاب

سترہویں شریف

جدید ایڈیشن

(حصہ 3 تا حصہ 4)

افکار صوفیاء

مصنف

حضرت بابا حیدر شاہ ارغونی علیہ الرحمہ

(متوفی: 1395ھ)

محشی

مفتی محمد ہاشم

(ریسرچ اسکالر، ریسرچ سینٹر، کراچی)

ناشر

مکتبہ تحقیقاتِ قطب مدار، کراچی۔

Madaarimedia.Com

دم مدار بیڑا پار

MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح

سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں

سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات

سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

تعلیماتِ صوفیائے مدار پر مبنی ایک نایاب کتاب

(تخریج شدہ، جدید ایڈیشن)

افکار صوفیاء

المعروف

سترھویں شریف

(حصہ 3 تا 4)

مصنف

حضرت بابا حیدر علی ارغونی علیہ الرحمہ

(متوفی: 1395 ہجری)

محشی: مفتی محمد ہاشم

(ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

ناشر: مکتبہ تحقیقاتِ قطب مدار، کراچی

Madaarimedia.Com

سلسلہ اشاعت نمبر 06

بیاد: قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی: 838 ہجری)

(جملہ حقوق بحق محشی محفوظ ہیں)

نام کتاب : افکار صوفیاء المعروف ستر ہویں شریف

مؤلف : حضرت بابا حیدر علی ارغونی علیہ الرحمہ

محشی : مفتی محمد ہاشم (ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

تقریظ جلیل : پروفیسر محمد آصف خان علیمی قادری مدظلہ العالی

(بانی: العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ، مکتبہ علیمیہ کراچی)

کمپوزنگ : قاضی معین احمد (دی ریسرچ سینٹر، کراچی 0301-3815991)

طبع اوّل : محرم الحرام ۱۴۳۴ھ بمطابق دسمبر 2012ء

تعداد : ایک ہزار

ناشر : مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

ملنے کا پتہ : گلی نمبر ۳، راسوامی، ملت نگر، شاہ مدار اسٹریٹ،

نادرا آفس والی گلی، کراچی۔ موبائل 0334-3351709

برائے ایصال ثواب: سید یوسف حسین (مرحوم)

Madaarimedia.Com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
01	عرضِ ناشر	05
02	تقریظ (پروفیسر محمد آصف علیمی قادری مدظلہ العالی)	06
03	تقریظ (علامہ مفتی محمد عدنان نقشبندی مدظلہ العالی)	08
04	محشی کے قلم سے.....!	09
05	مجلس سوئم ﴿3﴾	10
06	عقیدہ نور و بشر	10
07	عصرِ حاضر میں ''صوفی ازم'' کی ضرورت	23
08	تصوف کا تاریخی پس منظر	26
09	سلطان باھو اور تفسیر صوفیانہ	27
10	شریعت مطہرہ اور معراجِ انسانیت	28
11	ابیات	28
12	خفیہ راز	29
13	معرفت کیسے حاصل ہوگی	29
14	منازلِ صوفی	30
15	ہمارا معاشرہ اور صوفی ازم	30

16	مجلس چہارم ﴿4﴾	34
17	ذکر قلب کی حقیقت	38
18	ذکر قلب اور آیات مقدسہ	38
19	ذکر قلب اور احادیث کریمہ	39
20	ذکر قلب اور محدثین کرام کے نظریات	40
21	ذکر قلب اور مفسرین کے نظریات	40
22	ذکر قلب اور اولیاء عظام کے نظریات	42
23	ذکر قلب اور فقہاء کرام کے نظریات	49
24	لطائف اور صوفیاء کرام کے نظریات	52
25	کتابیات	64

☆☆☆☆☆

نوٹ:

تمام محبان صوفیائے مدار علیہم الرحمٰن سے اپیل کی جاتی ہے کہ مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں، اور زیادہ سے زیادہ اس مکتبہ کے تحت شائع ہونے والی کتب کو اپنے دوست واحباب میں عام کریں، تاکہ عوام الناس اور ہماری آنے والی نوجوان نسل کو ہمارے سلسلہ" طریقت بدیعیہ ، مداریہ "کے متعلق معلومات ہو جائے۔

عبدالرشید مداروی

ناظم: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

عرضِ ناشر

الحمدللہ! مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ہم نے سلسلہ بدیعیہ المعروف مداریہ (منسوب حضرت سید بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمٰن) سے متعلق کتاب "ستر ہویں شریف" بنام افکار صوفیاء کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ مگر حالات کی ستم ظریفی اور اپنوں کی بے رُخی کی وجہ سے کم وبیش 200 سال سے سلسلہ بدیعیہ کے صوفیاء کرام کا علمی ذخیرہ جو حقیقی معنوں میں متقدمین صوفیاء کرام کی تعلیمات کی تشریحات پر مبنی تھا، اُسے آج تک صحیح معنوں میں زیورِ طباعت سے آراستہ نہیں کیا گیا...!

عاجز سمجھتا ہے کہ ہم نے اس سلسلہ کے پیشواؤں (حضرت بایزید بسطامی، حضرت سید بدیع الدین قطب مدار، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہم الرحمہ) کے ساتھ اجتماعی طور پر علمی وتحقیقی زیادتیاں کیں ہیں، جس کی وجہ سے دین اسلام اور بالخصوص اہلسنت والجماعت کو یہ نقصان پہنچا کہ اس سلسلہ طریقت سے جاہل و بے عمل حضرات نے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر اسے دنیاوی ونفسانی مقاصد کے لیے استعمال کیا اور پھر تاریخ گواہ ہے کہ خرافات وبدعات اس سلسلہ کی پہچان بن گئی.... راقم سمجھتا ہے کہ اب اس نقصان کی تلافی کا وقت آچکا ہے اور ہم اس سلسلہ طریقت کے پیشواؤں کے حضور اپنی کوتاہیوں کا ازالہ کریں اور اس سلسلہ روحانیہ سے متعلق کتب ورسائل کی اشاعت کو یقینی بنائیں۔

راقم یہ بات بڑے وثوق سے کہتا ہے کہ اب تک مندرجہ ذیل کتب پاکستان میں زیورِ طباعت سے محروم رہی ہیں، انشاءاللہ اب مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی کے زیر اہتمام ان کتب کو جدید تحقیقی انداز سے اشاعت کیا جائے گا۔

(۱) مدار اعظم، (۲) تاریخ مدار عالم، (۳) تذکرہ بدیعیہ، (۴) گلزار مدار، (۵) ضرب یداللہ، (۶) فیضان قطب مدار اہل بیت۔

عبدالرشید مداروی
ناظم: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

تقریظِ جلیل

حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد آصف خان علیمی قادری دامت برکاتہ العالیہ

(بانی : العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ ، مکتبۂ علیمیہ کراچی)

لحمد للّٰہ رب لعلمین ولصلوٰۃ ولسلام علی سید الانبیاء ولمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

عزیزی ومحبی فاضلِ جلیل، علامہ مولانا محمد ہاشم حقانی نقشبندی زیدمجدہٗ نے فقیرحقیر بندہ بےتوقیر سے ایک دفعہ پھراس خواہش کا اظہار فرمایا کہ کتاب ''افکارصوفیاء، مجلس سوئم وچہارم'' کے لیے بھی حسبِ سابق کچھ تحریر کروں۔ یہ عزیزی ومحبی کی اعلیٰ ظرفی اوراس فقیر سے محبت کا واضح ثبوت ہے کہ ایک دفعہ پھر اپنی اس تحقیقی کاوش پرتقریظ کے لیے راقم الحروف کا انتخاب کیا۔ فقیراس عنایت پرموصوف کاشکرگذار ہے۔

''افکارصوفیاء، مجلس اول ودوم'' کی تحقیق وتخریج کے لیے جہاں عزیزی ومحبی نے اپنی بھرپورصلاحیتوں کا استعمال کیا وہاں اس کتاب کی طباعت واشاعت کے لیے سرتوڑ کوششیں کرنے والے اوراپنے سلسلے بدعیہ، مداریہ کے سچے وپرخلوص معتقد محترم عبدالرشید مداروی بھی تعریف کے مستحق ہیں، اللہ رب العزت ان کے اس سچے جذبے میں مزید اضافہ فرمائے تاکہ اس کتاب ''سترہویں شریف'' کی مکمل سترہ مجالس اسی طرح تحقیق وتخریج سے مزین ہوکرزیورطبع سے آراستہ ہوجائے اوران کے لیے توشۂ آخرت بن جائے۔

اس کتاب کا بھی راقم الحروف نے جستہ جستہ مطالعہ کیا۔ اس کتاب کے مصنف حضرت بابا حیدرعلی شاہ ارغونی علیہ الرحمہ (متوفی: ۱۳۹۵ ہجری) ہیں۔ کتاب کا اصل نام

"سترہویں شریف" ہے، جس میں سترہ مجالس کا بیان ہے۔ تعلیمات صوفیاء کرام پر مبنی یہ ایک نایاب کتاب ہے۔ اس پر عالم نبیل، علامہ مولانا محمد ہاشم حقانی نقشبندی زید مجدہٗ کی " تحقیق و تخریج و تسہیل " نے اسے چار چاند لگا دیے ہیں۔ یقیناً یہ ایک جاں گسل کام تھا جسے علامہ موصوف مد ظلہ نے بحسن و خوبی پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

اس کتاب کے مصنف نے دیباچہ میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کا مقصد نا صرف سلسلہ بدیعیہ، مداریہ کے معتقدین کو راہِ ہدایت دیکھنا ہے بلکہ عوام الناس کو بھی مستفیض کرنا ہے۔ مصنف نے کتاب ہٰذا کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ جن امور کے سبب راہِ سلوک کی منازل میں ارتقاء حاصل کیا اور روحانیت کی باریکیوں کو پہچانا، اُن سب کو اس میں مختصراً قلم بند کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فاضل جلیل علامہ مولانا محمد ہاشم حقانی نقشبندی زید مجدہٗ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور مستقبل میں بھی انہیں اس طرح کی علمی و تحقیقی کاوشیں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

دعا برائے ایصالِ ثواب

جن حضرات نے اس کتاب میں درج آیات کریمہ و احادیث مقدسہ کو پڑھا اور بالخصوص اس سترہویں شریف کے پڑھنے کا ثواب قاضی عبدالرزاق کھوکھر "مرحوم" (نوابشاہ) اور گزشتہ ایام میں انتقال پانے والی مرحومہ و مغفورہ الحمد و بیگم (نوابشاہ) کو ایصال کرتے ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و اولیاء عظام علیہم الرحمہ کے طفیل ان کی بخشش و مغفرت فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

ادارہ ہٰذا

تقریظ

تعلیمات صوفیاء کرام پر مبنی یہ ایک نایاب تحریر "سترھویں شریف یعنی افکار صوفیاء، مجلس سوئم و چہارم" پر محترم المقام فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم حقانی نقشبندی زید مجدہ کا مختصر حاشیہ اور فاضل موصوف نے اس کتاب میں درج آیات مقدسہ واحادیث کریمہ و اقوال کی تخریج بھی قلم بند کر کے آنے والے مؤلفین و مصنفین کے لیے آسانیاں پیدا فرما دیں ہیں۔

فی زمانہ جو دہشت گردی اور افراتفری کا ماحول بنا ہوا ہے، اس کا واحد حل ہمارے پاس صوفیاء کرام کی تعلیمات کی صورت میں موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم صوفی ازم کو فروغ دیں اور اسی کے تحت اپنی زندگی گزاریں۔ خالق کائنات نے بھی اپنے کلام پاک میں سچوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے اور ساتھ ہی اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ اللہ کے دوستوں کو نہ تو کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی غم۔ لہذا آج تعلیمات صوفیاء و افکار صوفیاء سے آگاہ شخص شیطان کے چنگل میں آسانی سے نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ، فاضل محقق مفتی محمد ہاشم حقانی نقشبندی زید مجدہ کے علم و عمل میں مزید اضافہ عطا فرمائے اور موصوف کو دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی سعادت عطا فرمائے ۔آمین

مفتی محمد عدنان نقشبندی

(استاذ الحدیث: جامعہ مقصودیہ، کراچی)

محشی کے قلم سے......!

موجودہ حالات میں ہر شخص اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر سرگرداں ہے، جس کی بدولت ہر شخص روحانی کیفیات سے دور ہوتا جارہا ہے۔ اس کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے عاجز نے یہ محسوس کیا کہ اس کمی کو دور کیا جائے اور اس انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کیا جائے، جس کے لئے تعلیمات صوفیاء وافکار صوفیاء سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، یہی وہ افکار ہیں جس کی بدولت ہمیں تاریخ اسلام میں کوئی ابن عربی، امام غزالی، حضرت سلطان باہو علیہم الرحمہ جیسی مقتداء شخصیات جابجا ملتی ہیں، اسی کمی کو دور کرنے کے لیے عاجز نے افکار صوفیاء پر مبنی شہرہ آفاق تصنیف "سترھویں شریف" کا مکمل اور آسان وسلیس ترجمہ اور تحقیق وتخریج کرنے کی کوشش کی تاکہ ہمارے وہ بھائی جو اس سلسلہ روحانیہ سے فیض کے طالب ہیں، اُن کے لیے اس فیض کو حاصل کرنے میں آسانی ہوجائے۔

خصوصیات:

(1)۔ کتاب "سترھویں شریف" میں درج آیات کریمہ اور احادیث مقدسہ کی مکمل تخریج (حوالہ جات "E-M") کا بھی اہتمام کیا، اور ساتھ ہی ساتھ اُن حوالہ جات میں عربی ہندسوں (۱-۲-۳) کی بجائے، معروف ہندسوں (1-2-3) کو استعمال کیا ہے۔

(2)۔ کتاب ہذا کی تسہیل کو مدنظر رکھتے ہوئے حاشیہ کا اہتمام، تاکہ قارئین کو کتاب ہذا کا اصل متن سمجھنے میں آسانی ہوجائے، اور اصل متن ذکر کرنے سے پہلے عاجز نے علامت کے طور پر (مصنف)، اور حاشیہ کی صورت میں ((محشی)) کی علامت استعمال کی ہے، تاکہ قاری مصنف اور محشی کی تحریرات میں فرق کرسکے۔

ان شاء اللہ یہ کتاب دورِ حاضر کے مطابق جدید ودل کش انداز میں سلسلہ مداریہ کے مریدین ومعتقدین ومحبین کے لئے ایک نایاب تحریر ہوگی۔

((محشی)) مفتی محمد ہاشم
ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی

مجلس سوئم 3:

ابتداء ظہور کے بیان میں

الحمدللہ رب العالمین والعاقبتہ للمتقین والصلوۃ والسلام علیٰ رسول محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔

مرحبا اے قطب کل قطب المدار   مرحبا اے خاصۂ پروردگار

(مصنف) اے طالب! روزازل سے ذات پاک وحدہٗ لاشریک لہٗ اُسے کہتے ہیں۔ باآرام تمام مقام لامکان میں شراب استغنائی پی کر قیام رکھتی تھی یکایک عشق نے مثل قطرۂ باراں کے اس ذات مستغنی الصفات پر اثر کیا کہ اس سے جوش ہوا چاہا۔ اس نے ہی اپنی ذات وصفات کو ظاہر کرے تب اپنی ذات پاک سے نور محمدی علیحدہ کر کے اپنی چاہت سے اور اس کی دید سے آپ عاشق اپنا ہوا۔ کہ جس سے صفت شاہد ومشہور ومحب ومحبوب طالب ومطلوب ظاہر ہوئی۔

((محشی))

عقیدہ نور و بشر:

حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی:1395ہجری) علیہ الرحمہ نے مذکورہ سطور میں حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سے اپنی عقیدت وایمان کا اظہار حضور اکرم ﷺ کے نور مجسم ہونے کا اقرار فرمایا۔ ہم نے ضروری سمجھا کہ اس مقام پر نبی کریم ﷺ سے متعلق عقیدہ نور بشر کی مکمل وضاحت کردی جائے، کیونکہ یہ مسئلہ ہماری عوام میں بعض اوقات جھگڑے کا باعث بن جاتے ہے۔ جیسا کہ عظیم مبلغ اسلام ڈاکٹر پروفیسر علامہ محمد فضل الرحمٰن انصاری قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے دنیاوی مقام کو قرآن یوں بیان کرتا ہے: ﴿قل انما انا بشر مثلکم﴾ ترجمہ: تم فرماؤ میں ظاہر صورت بشری میں تو تم جیسا ہوں۔ (سورۃ کہف، آیت نمبر: 110)، اب اس مقام کی شرح کرتے ہوئے کئی لوگوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں یاد رکھئے! اس آیت کا ترجمہ کرنے کے دو طریقے ہیں، ایک کفر کا جبکہ

دوسرا ایمان کا۔ کچھ نے اس کا ترجمہ: ”میں تمہاری طرح انسان ہوں“ کیا ہے۔ جو کفر کی طرف لے جاتا ہے، اگر کوئی کہتا ہے کہ رسول کریم ﷺ ہماری یا فلاں یا فلاں کی طرح کے انسان ہیں تو وہ کافر ہے، وہ قرآن وسنت پر ایک بہتان عظیم لگا رہا ہے، کیونکہ کوئی انسان بھی رسول کریم ﷺ جیسا نہیں ہو سکتا۔ نیز ان لوگوں کا کیا مطلب ہوتا ہے جب وہ اس آیت کا اس بُرے طریقے سے ترجمہ کرتے ہیں تو کس کی طرح؟ قاتل، زانی، ڈاکو یا مجسم شیطان کی طرح؟ (معاذ اللہ) کیونکہ انسانوں میں تمام قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ ”کس کی طرح“ ایسا ترجمہ کرنے کا یہ انتہائی احمقانہ طریقہ ہے، نیک ہونے میں وہ کونسا ”معیاری شخص“ ہے، جس کے ساتھ تم رسول کریم ﷺ کا موازنہ کرتے ہو، جب یہ کہتے ہو کہ ”وہ ہماری طرح ہیں“ یا یہ کہ ”وہ صرف ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں“ یہ روش یہودیوں کی طرح جو اللہ تعالیٰ کو ایک عظیم شخص سے زیادہ تصور نہیں کرتے۔

کیا تم رسول کریم ﷺ کو اپنی طرح یا اپنے سے ذرا بہتر تصور کرتے ہو؟ یقیناً نہیں! اس آیت میں جو راز مضمر ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی ”بشریت“ پر زور دینا ہے، تا کہ آپ ﷺ کی معجزانہ قدرت کو دیکھ کر مسلمان کہیں حیرت میں نہ پڑ جائیں جیسا کہ دیگر لوگ (یہود ونصاریٰ) حیرت میں پڑ گئے تھے، اور مسلمان کسی بھی معنی میں کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ آپ ﷺ انسان نہیں بلکہ خدا ہیں، اس آیت میں رسول کریم ﷺ کی ”الوہیت“ (خدا ہونے) کی نفی کی گئی ہے نہ یہ کہ وہ ہماری طرح ہیں، کون اُن کی طرح ہو سکتا ہے....؟ ہاں یقیناً وہ بھی بشر ہیں اور ہم بھی بشر ہیں، جن لوگوں نے طبعیات (Physics) اور طبعیاتی علوم (Physical Sciences) پڑھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کوئلہ خالص کاربن ہے (کاربن ایک غیر دھاتی عنصر ہے جو ہیرے، سرے اور کوئلے کی صورت میں ملتا ہے) اور ہیرا بھی خالص کاربن ہے، جدید سائنس کے مطابق یہ صرف مالیکیولز (ذراتِ سالمہ) کے ارتعاش کی کثرت وقوع ہے جو انہیں مختلف کر دیتی ہے ورنہ حقیقتاً بنیادی طور پر دونوں خالص کاربن ہی ہیں۔ میں یہاں کھڑا ہو کر کہتا ہوں: رسول اللہ ﷺ بشر ہیں اور میں بھی بشر ہوں، میں کوئلہ کی طرح ہوں اور رسول کریم ﷺ ہیرے کی طرح، اس طرح یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

مزید عظیم مبلغ اسلام ڈاکٹر پروفیسر علامہ محمد فضل الرحمٰن انصاری قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے آفاقی مرتبہ کی طرف چلتے ہیں، جسے میں نے قرآن کریم کی اس آیت سے بیان کیا تھا کہ ﴿وما ارسلنک الا رحمة للعلمین﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (سورۃ الانبیاء، آیت نمبر: 107)

میں ایک اور آیت بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین﴾ ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر: 15) یہاں آیت مبارکہ میں "واو" عطف (Conjunction) کے لیے ہے، لہٰذا یہاں "نور" ایک الگ چیز ہے اور "کتاب" ایک الگ چیز، یہ دو چیزیں ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کلام فرما رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ مفسرین کرام کی اس سلسلے میں یقیناً مختلف آراء ہیں کچھ کہتے ہیں کہ "نور" سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذات ہے، جبکہ کچھ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں بلکہ اس "نور" سے مراد وہ ہدایت ہے جو نبی کریم ﷺ اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں، یہاں پھر وہی مسئلہ پیش آتا ہے کہ۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو یہ فریضہ نبوت دیا گیا کہ وہ قرآن کریم کی ہر پیچیدہ آیت کی وضاحت کریں، قرآن میں ہے: ﴿وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اُتاری کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو اُن کی طرف اُترا۔ (سورۃ النحل، آیت نمبر: 44)

ایک مستند حدیث میں اس کا معنی بھی آیا ہے تو پھر ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم آیت مذکورہ میں لفظ "نور" کی کوئی تشریح کریں، بلکہ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں رجوع کرتے ہوئے آپ سے عرض گزار ہوں کہ آقا! یہ ارشاد فرمائیے کہ ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین﴾ میں "نور" سے مراد کون ہے؟ کتب احادیث میں ایک صحیح روایت ملتی ہے، جسے اکابر دیوبند کے مشہور مولوی اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتاب "نشر الطیب فی ذکر الحبیب" میں نقل کیا، جو رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی حضرت جابر

بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((یاجابر انّ اللہ خلق قبل کلّ الاشیاء نور نبیک من نورہ)) یعنی: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ یہ صحیح حدیث ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ ہم اُن علماء ومفسرین کا ساتھ دیں جو کہتے ہیں کہ آیت ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین﴾ کا معنی یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے "نور" ہونے کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔

(رسول کریم کا مقام عظیم، صفحہ 21 تا 29، مطبوعہ: مکتبہ علمیہ، کراچی)

(مصنف) اور اس اپنے نور محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح بطرح کی نئی نئی مخلوقات کونین میں آئیں انس وجن وحش وطیور وغیرہ پیدا کئے جیسے کہ تخم بند پانی سے قطرہ باراں کے سب اجزا برگ وشاخ وگل بار اپنے نشو ونما کرلاتا ہے اور اس کے پھل سے روئی نکل کر پارچہ ہائے ہر قسم کے بنتے ہیں۔ لیکن اصل ظہور سب کا وہی تخم ہے ویسے ہی مظہر ہے خاص اس انسان کا وہی ذات پاک ہے۔ حدیث: "الانسان سری وانا سرہ" جس طرح بیج کے پیٹ میں مغز ہے کہ اسی مغز سے سب اشیاء کا ظہور ہے اگر اس بیج کے دو ٹکڑے کر ڈالو تو وہی مغز اصلی اس میں نظر آوے اس طرح ذات پاک انسان میں ہے۔ اگر انسان کوشش کرے تو وہی مغز اپنے میں اصلی کو مجرد پاوے۔ اے طالب غفلت سے ہشیار ہو اور خواب باخودی سے بیدار ہو۔ یہ مت سمجھ کہ میں بیداری میں کاروبار دنیا کا کرتا ہوں۔ اور جو کچھ کرتا ہوں اچھا ہی کرتا ہوں اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے۔ بیت۔

کار دنیا چیست بے کاری ہمہ — چیست بے کاری گرفتاری ہمہ
کام دنیا کیا ہے بے کاری تمام — کیا بے کاری گرفتاری تمام

((محشی))

حدیث 13: ((الانسان سری وانا سرہ))

ترجمہ: انسان میرا بھید ہے اور میں اس (انسان) کا بھید ہوں۔

(عین الفقر، باب دوم، صفحہ 59، مطبوعہ: شبیر احمد، لاہور)

(مصنف) اے بھائی دنیائے فانی مثل ایک خواب کے ہے۔ جیسا کہ آدمی سوتے ہیں رات کو اور جاگتے ہیں صبح کو بزرگ لوگ اس تمام عمر کو ایک خواب شمار کرتے ہیں بلکہ خواب بے خودی اس کا نام رکھتے ہیں ویسے سب لوگ کہ جو دنیا میں آئے ہیں کاربار (کاروبار) فاسدہ ولایعنی میں مشغول ہیں اور جس کام کو کرتے ہیں اس کے حاصل ہونے میں خوش وقتی نہیں ملتی ہے۔ یہ نہیں سمجھتے اور اپنا بھید نہیں کھولتے وہ نہیں جانتے ہیں کہ سوائے اس عالم کے کوئی عالم اور بھی ہے جہاں جانا ہے جس وقت کہ وہ رقیب آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جان نکالتا ہے تب جاگتے ہیں اور آنکھیں کھولتے ہیں اور یہ جتنے کام یہاں جیتے جی میں عیش وخوشی وغیرہ میں جو کئے ہیں اُس وقت مانند خیالات معلوم ہوتے ہیں جیسے کہ آدمی رات کو سوتے ہیں اور ہر طرح کے خیالات دیکھتے ہیں اور اتنا ہی اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ خواب ہم نے دیکھا ہے خواب غفلت میں سوئے ہوئے تھے۔ افسوس کہ کچھ کام نہ نکلا۔ لیکن وہ افسوس کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ فکر اسی وقت کرنا چاہئے۔ تاکہ کچھ ہاتھ آئے۔

اے صاحب ہمت جو کچھ گزرا گزرا اس وقت خیال کر۔ کہ اس قدر تیری عمر گزری جو جو کام وفعل نیک وبد اور عیش تو نے کئے ہیں۔ دیکھ تو وہ تجھے مانند خیالات خواب معلوم ہوتے ہیں۔ پس اے طالب اب بھی جاگ۔ اور وہ کام کر تا کہ مرتے وقت تجھے حسرت نہ ہو۔ اور اب اپنے اوپر ماتم کرلے ورنہ اس وقت انگلیاں حیرت کے دانتوں سے نہ کاٹے۔ چونکہ فوت کا وقت زیادہ ترسخت ہے بوقت فوت تن سے روح جدا ہونا اس میں مفارقت خالق سے ہے اور اس میں مہاجرت خلق اللہ سے ہے لیکن راہ حاصل ہونے کی مراد اس طرح پر ہے۔ پہلے صورت اپنے مرشد کی ایسی نظر میں رکھے کہ جس وقت آنکھ بند کرے وہی صورت ظاہر میں دکھائی دے اور رفتہ رفتہ وہی صورت بول اٹھے اور جو مطلب چاہے اس سے پوچھے جواب با صواب حاصل ہوے بعدازاں باہم مشق کے ایسا ہوجائے کہ خود کی صورت مرشد بن جاوے اور دوئی بیچ کی چھوٹ بھاگ جاوے اسی کو فنافی الشیخ کہتے ہیں۔ بعدازاں برکت وصحبت مرشد

کی سے اپنی رویت کا مناظر باہم مشق کرے اور شیخ کے تصور میں صورت حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ کی خواب بیداری میں دیکھے گا وہ جمال مبارک نظر میں کھپ جاوے گا۔

رفتہ رفتہ وہ بھی باتیں کرے گا لیکن اس وقت کمال عاجزی و نامرادی ظاہر کرے کہ اس میں رضامندی خاص اُن کی ہے بعد ازاں اُسی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بقا سمجھ کر اپنے تئیں فنا کرے اس ہی رمز کو فنافی الشیخ کہتے ہیں اور یہی رمز فنافی الرسول کے ہیں بعدہ اس کی صورت اسم اللہ کا تصور کر کے اُس سے حاصل کرے اس ہی کو فنافی اللہ کہتے ہیں بعد پھر مقام محمدی پر آوے طالبانِ حق بعض پہلے فنافی اللہ ہوتے ہیں بعد فنافی الرسول اُن کو سالک کہتے ہیں اور اگر طالب خود ہی شاغل ہے تو ان تینوں مرتبوں (مراتب) سے ایک مرتبہ حاصل کر سکتا ہے بلکہ مغز اس کا روشن ہو کر اُس ہی مقام پر رہتا ہے منزل آگے چل نہیں سکتا کیونکہ اپنے اختیارات سے گزر جاتا ہے اور بے اختیاری حاصل ہوتی ہے اس سے شکستہ پا ہو جاتا ہے اور اُسی میں آرام پاتا ہے لیکن یہ تینوں مراتب ایک ہیں اگر فنافی الرسول ہوا تو وہی اور اگر فنافی اللہ ہوا تو وہی دیا اگر فنافی الشیخ ہوا تو وہی منزل ہے مطلب اپنے میں علیحدہ کرنے سے ہے لیکن اگر مرشد مرید کو فنافی الرسول کر کے چھوڑ دے تو بہتر ہے اور طالب علم کو بھی لازم ہے بغیر منزل مقام کے بیچ میں ادھورا نہ چھوڑے۔ اور دوسرا طریقہ رہبری کا یہی ہے کہ اپنی صورت اچھی طرح دیکھ کر نظر میں مشق کر رکھے یہ بات اپنا عکس آئینہ میں دیا آفتاب میں دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے اور یہی طریقہ کسب خاندان عالیہ کا ہے۔ بیت

مرحبا اے خاصۂ پروردگار — مرحبا اے قطب کل قطب المدار

اور ارباب طریق سے بھی یہی بہتر و برتر ہے بلکہ گانا سننا اور بجتا دیکھنا خلل واقع ہوتا ہے اور یہی عادت بیرون رُشتہ ہے۔ بیت۔

اندروں از طعام خالی دار — تا درو نور معرفت بنی

چونکہ یہ مذہب صوفیائے کرام کا صادقی سے واعدی نہیں چونکہ حضرت رسالت پناہ ﷺ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خرقہ و خلافت صادقی سے ملا تھا اور ان سے حضرت علمبردار کو اور ان سے حضرت عین الدین شامی رضی اللہ عنہم اور ان سے حضرت تاج

العلماء صاحب معراج اوصاف صوفیاں قاضی طیفور الدین شامی عرف حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ اُن سے سلسلہ پانچ خلفائے عظیم اور سہ (3) گروہ پر مقدم ہیں ایک نقشبندیہ اور دوسرا مداریہ اور تیسرا اشطاریہ جاری ہوا۔

((محشی)) حضرت بایزید بسطامی (متوفی:261ہجری) علیہ الرحمہ کے تفصیلی حالات جاننے کے لیے اس کتاب "سترھویں یعنی افکارِ صوفیاء" کے حصہ دوم، (مطبوعہ: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی) کا مطالعہ فرمائیں۔

(مصنف) پس سب مرید صاحب شریعت اور خرقہ پوش فقرا طالبان اس راہ کو لازم امر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صدق کو نگاہ دروں رکھے اور اُس میں بہبودی اپنی سمجھیں اور اشغال درونی و اسرار باطنی حضرت مظہر العجائب حضرت علی کرم اللہ وجہ کو حاصل ہوئے ہیں۔ بارہ م اور چودہ معصوم چار پیر چاردہ خانوادہ کو واسطہ بواسطہ پہنچتے آئے ہیں بس حق اُن کا سب مریدوں اور طالبوں چودہ خانوادہ پر ثابت ہے۔ صحابان شریعت اور پیران طریقت اور ہیں بلکہ چار چاروں کو دوست برحق جان کر اپنے پیر کی جناب میں اعتقاد باندھنا و مراد مانگنا برائی نہیں ہے بلکہ عین بہتری ہے و باعث حصول مراد برائی نہیں ہے۔ برائی اس کے خلاف میں ہے کہ یہ توفیق اللہ کسی ایمان دار کو نہ دے۔ اے محتسب اس راہ میں پڑھنا بہت سعادت ہے۔ اگر منزل پر نہ پہنچے راہ میں مر جاوے تو شہید اکبر ہو جاوے بغیر رہبری کے نہیں کوئی جانتے ہیں منزل پر پہنچنا لیکن جان اپنی راہ میں دیتے ہیں۔ فرد

کشتگانِ خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جان دیگرست
آرزو دارم کہ خود را بر خدا قرباں کنم تا مگر روزے بہ پرسد آنکہ قرباں شد کہ بود
کشتگانِ خنجر تسلیم کو ہر گھڑی ہے جان تازہ غیب سے
دل میں یہی خواہش ہے کہ قربان خدا ہوں شاید کہ کبھی پوچھے :وا مجھ پہ فدا کون

اے طالب اس راہ میں شوق محبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جیسا چاہیے اگر اس راہ میں مر جاوے بخت یاور پاوے اے عزیز آخر مرنا ہے غفلت کچھ کام نہیں آوے گی الا یہی عشق صدق محبت الٰہی اور اس راہ میں کچھ خبر طالبوں پر زیادہ فریفتہ نہیں ہے۔ سوائے اس عشق

صدق محبت کے۔ بیت

بے حُب ذات الٰہی کو سجدہ حرام ہے　　　　زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے

اے طالب جو شخص کہ دو عشق میں بیمار کیا جاوے اجر جبرئیل اس کار کا مدار ہے یعنی اس درد سے جس نے لذت پائی ہے سب لذات فاسدہ کو اس نے چھوڑا ہے اور جو چکھتا ہے وہی معلوم کرتا ہے جس طرح کوئی دیوار قہقہہ پر سوار ہوتا ہے اسی کو اس کا حال معلوم ہوتا ہے اور بے ہمت کج خیال دیوار کے پاس جا کر لوٹ آنے میں سوار نہیں ہوتے ہیں انہیں کیا معلوم ہوتا ہے صاحب وہاں کا حال صادقی کا ہے۔ اہل ہمت وجوان مرد دیوار قہقہہ پر سوار ہوتے ہیں اور نہایت خوش وقتی سے عالم ناقص پر ہنس کر اپنی منزل طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ساقی سے پیالۂ شراباً طہوراپی کر مست رہا کرتے ہیں۔ اے طالب حقیقت اُس کی عشق سے عاشق مثل باز بلند پرواز کے ہے۔ بیت۔

خام راطاقتِ پروانۂ پرسوختہ نیست　　　　نازکاں نرسد شیوۂ جاں افشانی

اے طالب تمام راحتوں کو دور کر کے اور تمام رنج ومعصیت کو نزدیک یعنی دوست کر لے اور آپ مرکب بن کر عشق کو اپنے اوپر سوار کر لے کر پیالہ شراب خالص نوش کرتا ہے۔ اور بے ہمت مثل مکھی بے پر کے ہے یعنی مکھی بے پر کی طرح ان کا جینا لا علاج معلوم کرے معدوم ومفہوم ہو رہتا ہوگا انجان ہو تو جان لے سیانا ہو تو پہچان لے یہی راہ مرد مذکر کی ہے اور وصال رہبری یہی ہے اور اسی مذہب کا نام صوفیاء کرام حضرت سید شاہ بدیع الدین پیر زندہ شاہ مدار پر ہی موقف ہے۔ پہچان درویش کا مرتبہ خدا کے راستہ میں بہت بڑا ہے اور درویشوں کو اس میں بڑا قطر ہے جیسا کہ خدائے بزرگ وبلند نے کہا ہے۔ "للفقراءِ الذّین احصر وافی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربافی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف" ترجمہ: خیرات ان کے لئے ہے جو خدا کے راستہ میں بند کئے گئے زمین میں سفر نہیں کر سکتے طمع نہ کرتے جاہل انہیں تونگر جانتے ہیں اور یہ بھی کہا ہے "ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علی شیٔ و من الرزقنا منہ رزقاً حسناً" بیان کی خدا نے بندہ کی داستان مملوک ہے کسی چیز پر طاقت نہیں رکھتا اور وہ کہ دیا ہم نے اس کو اچھا رزق، اور یہ بھی

قول ہے تتجافا جنو بھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً" ان کا پہلو اپنی خواب گاہ سے دور رہتا ہے خوف اور امید سے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فقر کو اختیار کیا اور کہا: اللھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً واحشر نی فی زمرۃ المساکین۔ ترجمہ خداوند زندہ رکھ مجھے مسکین، اور امتی کے لئے مسکین اور مرنے کے بعد قیامت میں اٹھا مجھے مسکین، اور یہ بھی کہا ہے کہ دن قیامت کے خدا فرمائے گا۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ...الخ ﴾

(پارہ:3، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:273)

قولہ تعالیٰ: ﴿ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا...الخ ﴾ (پارہ:14، سورۃ النحل، آیت نمبر:75)

قولہ تعالیٰ: ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا...الخ ﴾

(پارہ:21، سورۃ السجدہ، آیت نمبر:16)

حدیث 14: ((اللھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً واحشر نی فی زمرۃ المساکین)) (جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء أن الفقر...الخ، حدیث نمبر:2352، صفحہ 562)

ترجمہ: یا اللہ! مجھے مسکینی میں زندہ رکھ اور مجھے مسکینی میں موت دے اور قیامت کے دن مجھے مساکین کے گروہ سے اٹھا۔

(مصنف) ادنو منی احبائی فیقول الملئکۃ من احبائك فیقول اللہ فقراء المسلمین والمساکین میرے کو دوست میرے نزدیک کرو پس فرشتے کہیں گے کہ تیرے دوست کون ہیں پس خدائے تعالیٰ کہے گا فقرائے مسلمین اور مساکین اور ایسی ہی اور بہت سی آیتیں اور خبریں ہیں جو اپنی مشہوری کے سبب بیان اور دلیلوں کی صحت کے محتاج نہیں اور جناب رسول مقبول ﷺ کے وقت میں مہاجرین فقیر ہوئے ہیں جو حق تعالیٰ کی بندگی ادا کرنے کے اور پیغمبر ﷺ کی متابعت کی صحبت میں ان کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے

اور تمام دنیاوی شغلوں سے کنارہ کیا ہوا تھا اور معاوضہ کو ترک اور اپنی روزی دینے پر خداوند تعالیٰ پر یقین۔ اور اس پر توکل اس لئے جناب ﷺ ان کی صحبت اور ان کے حق ادا کرنے پر امر کئے گئے تھے جیسا کہ خدائے بزرگ و بلند نے کہا ہے وَلَا تَطرُدَ الذِین یَدعُونَ رَبَّھُم بِالغَدَاوۃِ وَلعشِی یُرِیدُونَ وَجھہ ان لوگوں کو دور مت کر جو اپنے پروردگار کو مدد اور دیدار کے لئے صبح اور شام پکارتے ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ وَلَا تَعد عَینَاکَ عَنھُم تُرِید زِینتہ الحیٰوۃ الدُّنیا اور مت پھیر آنکھیں ان سے اس لئے کہ تو حیات دنیا کی زینت چاہتا ہے اس لئے جناب رسول ﷺ جہاں ان میں سے کسی کو دیکھتے تھے کہتے تھے میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں جن کے سبب سے خداوند تعالیٰ نے فقر کو بھاری مرتبہ دیا ہے۔

....

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ ...الخ﴾

(پارہ: 7، سورۃ الانعام، آیت نمبر: 52)

قولہ تعالیٰ: ﴿ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ...الخ﴾

(پارہ: 7، سورۃ الانعام، آیت نمبر: 52)۔))

(مصنف) اور فقیروں کو اس مرتبہ سے مخصوص کیا ہے یہی وجہ ہے کہ درویشوں کو ظاہری اور باطنی اسباب کو ترک کر دیا ہے اور بالکل اسباب کے پیدا کرنے والے کے طرف رجوع کیا ہے اور ان کا فقر باعث فخر ہوا ہے جس کے جاتے رہنے سے نالاں اور آنے سے خوش ہوئے اور اسے بغل میں لے لیا ہے اور فقر کے لوازموں اور فقیروں کے سوا باقی حقیر اور خوار سمجھا ہے لیکن فقر کی ایک تعریف ہے اور اس کی حقیقی رسم افلاس ہیں اور بیچارگی ہے اور اس کی حقیقت مقبول اور برگزیدہ ہونا ہے جس نے صرف رسم کو دیکھا وہ رسم پر ہی رہ گیا اور جب مراد نہ پائی تو حقیقت سے دور چلا گیا اور جس نے حقیقت کو پالیا اس نے موجودات سے منہ پھیر لیا اور کل رویئت فنا کل سے بقائے کل میں بھاگ گیا مَن لَم یعرف سوٰی رَسمہ لَم یَسمع سوٰی اسمہ جس نے اُس کی رسم کے سوا کچھ نہ پہچانا اس نے اس کے نام کے سوا

کچھ نہ سنا پس فقیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور کسی چیز میں اس کو خلل نہ آئے ظاہری اسباب کے ہونے سے غنی نہ ہو اور نہ ہونے سے محتاج نہ ہو اسباب کا ہونا یا نہ ہونا اس کے نزدیک یکساں ہو اور اگر نہ ہونے میں زیادہ خوش رہے تو روا ہے کیونکہ بزرگوں نے کہا ہے کہ درویش جتنا تنگ دست اتنا ہی مناسب ہے کیونکہ حال اس پر زیادہ کھلتا ہے اس لئے کہ اسباب کا وجود درویش کے لئے برا ہے یہاں تک کہ کسی چیز کو اپنے پاس نہ رکھے مگر اس قدر کہ ضروری ہے۔ پس دوستان خدا کی زندگی اس کے ذوق وشوق میں پوشیدہ لطیفوں (لطائف) اور نیک بھیدوں کے ساتھ بہتر ہے نہ کہ بے وفا دنیا اور بدکاروں کے مقام کے اسباب کے ساتھ پس دنیاوی اسباب رضا کے راستہ سے منع کرنے والا ہے۔

مؤلف داتا گنج بخش (علیہ الرحمہ) کشف المحجوب صفحہ 23 میں ایک حکایت بیان کرتے ہیں: ایک درویش کی ایک بادشاہ سے ملاقات ہوئی بادشاہ نے درویش کو کہا کہ مجھ سے کچھ مانگ درویش نے کہا کہ میں اپنے بندوں کے بندوں سے کچھ نہیں مانگتا بادشاہ نے کہا کہ یہ کیونکر ہے درویش نے کہا کہ میرے دو بندے ہیں وہ دونوں تیرے صاحب ہیں۔ ایک حرص دوسرا بندہ طول امید اور جناب رسول مقبول ﷺ نے کہا ہے لِلفقر عزاً لاھلہٖ فقر اہل فقر کے واسطے عزت ہے پس جو چیز اہل کے لئے عزیز ہوتی ہے وہ نااہل کے لئے خواری ہوتی ہے اور فقیر کی عزت یہ ہے کہ اس کے اعضا لغزش سے بچے ہوئے ہوں اور اس کا حال خلل سے محفوظ نہ اس کے تن پر معصیت اور ذلت آئے نہ اس کی جان پر خلل وآفت اس کے لئے کہ فقیر کا ظاہر۔ ظاہری نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور باطن باطنی نعمتوں کا منبع۔

((محشی))

مَن لَم یعرف سوٰی رَسمہ لَم یَسمع سرٰی اسمہ

(کشف المحجوب، صفحہ 56، مطبوعہ: ایضاً)

حدیث 15: ((لفقر عزاً لاھلہ))

ترجمہ: فقر اس کے اہل کے لیے موجب عزت ہے۔

(کشف المحجوب ،صفحہ 56،مطبوعہ:الحمد پبلی کیشنز،لاہور)

(مصنف) جب اس کا تن روحانی اور دل ربانی ہوا اور عام لوگوں کو اس سے کچھ لگاؤ اور آدم کو کچھ نسبت نہ رہے یعنی ملکی صفات ہو جاوے خلقت کی رجوعات اور عام لوگوں کے دکھاوے کو فقیر نہ ہوا ہو، اور دنیاوی ملک سے بے پروا ہو تو یہ عالم دنیاوی بلکہ دونوں جہان اس کے فقر کے ترازو کے پلے میں مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوں گے اور اس کا ایک سانس دونوں جہاں میں بھی نہ سمائے گا۔

....

((محشی))

راہ فقر اور فقر کی مکمل تفصیل کے لیے اس کتاب "سترھویں یعنی افکار صوفیاء" کے حصہ دوم، (مطبوعہ: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی) کا مطالعہ فرمائیں۔

(مصنف) خدائے بزرگ وبلند نے کہا ہے وَعِبَادُ الرحمن الذین یمشونَ عَلَی الارض ھونا واذِ خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً خدا کے بندے وہ ہیں کہ جو زمین پر تواضع کرتے ہوئے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے خطاب پایا تو انہیں اسلام کا قول بتلاں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے: من سمع صوب اھل التصوف فلا یومن علی دعا ئھم کتب عنداللہ من الغافلین جس شخص نے اہل تصوف کی آواز سنی اور اس نے ان کی پکار کو نا مانا خدائے تعالیٰ کے یہاں غافلوں میں لکھا گیا۔ لوگوں نے صوفی کے معنوں کی تحقیق میں بہت سے قول بیان کئے ہیں اور کتابیں لکھی ہیں ایک گروہ نے کہا ہے کہ صوفی کو اس واسطے صوفی کہتے ہیں کہ اون کا کپڑا پہنتے ہیں کہ وہ رنگین نہیں ہوتا۔ اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ انہیں اس لئے صوفی کہتے ہیں کہ پہلی صف میں ہوں گے قیامت کے دن۔ ایک گروہ نے کہا ہے کہ انہیں اس واسطے صوفی کہتے ہیں کہ انہوں نے اصحاب صفا سے محبت اور دوستی کی ہے اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ اسم صفا سے مشتق ہے طریقت کی تحقیق کے موافق گو ان کے معنوں میں ہر ایک کے لئے بہت سے لطیفے ہیں لیکن لغوی معنی اور ہیں پس

صفا کہ جس میں موجود ہو ستودہ صفت ہے اور کدورت صفا کی ضد ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے ذھب صفو الدّنیا وبقی کد رھا دنیا کی صفائی جاتی رہی اور اس کی کدورت باقی رہے گی اور ہر چیز کی لطافت کا نام صفائی اور ان کی کثافت کا نام کدورت ہوا کرتا ہے۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ (پارہ19، سورۃ الفرقان، آیت نمبر:63)

حدیث16: ((من سمع صوب اھل التصوف فلا یومن علی دعا ئھم کتب عنداللہ من الغافلین))

ترجمہ: جو صوفیاء کرام کی آواز سنے اور ان کی دعا پر آمین نہ کہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غافلین میں شمار ہوگا۔ (کشف المحجوب، صفحہ69، مطبوعہ: ایضا)

حدیث17: ((ذھب صفو الدّنیا وبقی کد رھا))

ترجمہ:۔ دنیا کی پاکیزگی جاتی رہی اور اس کی کدوت باقی رہ گئی۔

(کشف المحجوب، صفحہ70، مطبوعہ: ایضا)

(مصنف) پس جب اہل تصوف نے اپنے معاملوں اور خلقوں کو مہذب بنایا ہے اور طبیعت کی آفتوں سے کنارہ کیا ہے اس لئے انہیں صوفی کہتے ہیں اور یہ اسم اس گروہ کے واسطے اسمائے اعلام میں سے ہے کیونکہ اہل تصوف کے خطرات یعنی امورات اہم سے بزرگ تر ہیں کہ لفظ صوفی سید شاہ احمد زندہ صوف ان کے معاملات پر محیط ہو سکے پس اُن کے نام کو کس طرح اشتقاق یعنی اسم صفت ہونا لازم آسکتا ہے اور اس زمانہ میں حق تعالیٰ نے بہت لوگوں کو تصوف اور اہل تصوف سے حجاب میں کر دیا ہے اور اس قصہ کی صفائی اور خوبی ان کے دلوں سے چھپا دی ہے اس لئے کوئی گروہ تو یہ خیال کرتا ہے کہ یہ طریق باطن کے مشاہدہ کے سوا صرف ظاہری اصلاح کی ورزش ہے اور کوئی گروہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ ایک بے

حقیقت اور بے اصل رسم ہے یہاں تک کہ ٹھٹھہ بازوں کی طرح ان علماؤں نے جو صرف ظاہر میں نگاہ کرنے والے ہیں تصوف کا انکار کیا ہے اور اس کے حجاب پر خوش ہوتے ہیں اس لئے عام لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے اور باطن کی صفائی کی خواہش کو دل سے دور کیا ہے اور گذشتہ بزرگوں اور اصحابوں کے طریقہ کو چھوڑ دیا۔ بیت۔

ان الصفا صفتہ الصدیق ان ارادت صوفیا علی التحقیق

((محشی))

بیت: ان الصفا صفته الصديق ان ارادت صوفيا على التحقيق

(کشف المحجوب، صفحہ 70، مطبوعہ: الحمد پبلی کیشنز، لاہور)

حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی: 1395ہجری) علیہ الرحمہ نے مذکورہ سطور میں تصوف وصوفیاء کرام سے متعلق لغوی ومعنوی بحث فرمائی ہے، ہم قارئین کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس موضوع کو تفصیلاً قلم بند فرمادیا ہے، تاکہ قاری کو کسی قسم کا الجھاؤ محسوس نہ ہو، اور قاری اپنی علم تشنگی کی پیاس بجھا سکے۔

عصر حاضر میں "صوفی ازم" کی ضرورت:

ہمارے زمانے میں یہ جو مذہبی انتہاپسندی کا بازار گرم ہے اور تشدد پر مبنی تعلیمات عام ہے، اس کے منفی نتائج ہمارے سامنے ظہور پزیر ہیں جن سے کوئی بھی صاحب علم غافل نہیں ہے۔ میں نے یہ جو حالات حاضرہ کی عکاسی مذکورہ سطر میں کی ہے، اس کے اسباب کچھ اس طرح ترتیب پائے کہ میں اکثر وبیشتر اپنے اردگرد کے ماحول اور عالمی سطح کے معاملات پر نظر دوڑاتا ہوں، تو مجھے اس بات کا شدت کے ساتھ احساس ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسے عوامل ہیں کہ جن کے سبب عصر حاضر میں اسلامی تعلیمات کے فروغ میں رکاوٹیں حائل ہوتی نظر آرہی ہیں .....؟؟ تو کافی غور وفکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر ہم گذشتہ 200 سال قبل کے واقعات اوراق تاریخ میں پڑھیں، تو ہمیں باخوبی معلوم ہوگا کہ حکمرانِ وقت کے دربار میں

ایک طبقہ ہوا کرتا تھا، جواُن حکمراں حضرات کو امور حکومت میں بطور معاونت اپنی خدمات پیش کرتا تھا، اور تاریخ اس طبقے کو "درباری ملاں" (یعنی علمائے سو) کے نام سے یاد کرتی ہے کہ جنہوں نے حکمراں حضرات کو اُن کے نفس کے موافق دین اسلام بیان کیا۔

اس بات سے حکمراں حضرات بھی واقف تھے کہ درباری ملاں ہمیں ہمارے نفس کے موافق ہی دین کی تشریح کرتا ہے، اس لیے کسی بھی بادشاہ نے کبھی درباری ملاں کے ہاتھ پر بیعت یاہدایت حاصل نہیں کی ، کیوں وہ لوگ تورات کی تاریکی میں خانقاہوں کی طرف رجوع کرتے ، اوراولیاء کرام یعنی صوفیاء عظام کے سامنے تسکین قلب اوراپنی روحانی غذا کی خاطر باادب ہوکر بیٹھ جاتے تھے۔ درباری ملاؤں کی دین فروشی وفتویٰ فروشی کی طرف مفکر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

؎ علم حق رادرقفا انداختی   بہرنانے نقد دیں درباختی (اسرار خودی)

ترجمہ: تونے وہ علم پس پشت ڈال دیا، جوحق تک پہنچانے والا تھا، محض روٹی کی خاطر تونے دین کی پونجی ہاردی۔

؎ واعظ ما چشم بربت خانہ دوخت   مفتی دین مبیں فتوے فروخت (اسرار خودی)

ترجمہ: ہمارے واعظوں کی آنکھیں بت خانوں پر جمی ہوتی ہیں، ہمارے دین روشن کے مفتی فتوے بیچ رہے ہیں۔

کیوں کہ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی صوفی مسلم کے پاس کوئی آتا تھا، تو صوفی اُس سے کبھی اس طرح کے سوالات نہیں کرتے کہ تیرا مذہب کیا ہے؟ تیرا مسلک کیا ہے؟ تیرا کس قوم وزبان سے تعلق ہے وغیرہ وغیرہ، بلکہ وہ تو اس حدیث مقدسہ کی عملی تفسیر ہوتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: "الخلق عیال اللہ " ترجمہ: مخلوق خدا رب تعالیٰ کا کنبہ (فیملی) ہے۔ اگر میں یوں کہوں کہ صوفی ازم کی بنیاد ہی مذکورہ حدیث شریف پر رکھی گئی ہے تو یہ بے جانہ ہوگا۔ کیونکہ صوفیاء کرام تو مخلوق کو خالق سے ملانے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ بلکہ اس کو اس مثال سے سمجھیں کہ جب کسی گھر سے کوئی فیملی (خواتین وبچے) اپنے سرپرست کے ساتھ

باہر نکلتی ہے، تو انہیں کسی قسم کا خوف نہیں ہوتا، مگر یہی فیملی بغیر سرپرست کے باہر نکلے، تو راستے میں کئی قسم کے بدمعاش اور راہزن اُن کی عزت وآبرو پر حملہ کرنے کی کوشش کریں گے تا کہ کسی نہ کسی طرح اس پاکیزہ کنبہ (فیملی) سے اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو پورا کرلیا جائے۔فی زمانہ ایسا ہی ہوا کہ جب خدائے لم یزل کی مخلوق (کنبہ یا فیملی) اس دنیا فانی میں اپنے خالق کائنات سے جیسے ہی جُدا ہوئی، تو شیطان کئی قسم کے ملاؤں کے روپ میں ظاہر ہوا، جو مختلف طریقوں سے (مثلاً کبھی اُن کے عقائد پر وار کیے، تو کبھی اُنکے معاملات زندگی پر وار کیے) مخلوق کو خالق سے کوسوں دور کردیتا ہے، یہی وہ فرق ہے جو کہ ایک صوفی مسلم اور ملاں میں ہوتا ہے۔

اب اگر میں صوفیاء کرام کی تعلیمات کی بات کروں تو صوفیاء کرام کی تعلیمات تو یہ ہے کہ خالق کائنات عزوجل اپنی مخلوقات سے بے حد پیار کرتا ہے، اور بالخصوص انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے اس سے تو بے حد محبت والفت کرتا ہے، تا کہ اس حضرت انسان کو اپنی قدرومنزلت سے آشنائی ہو جائے۔مگر کیا وجہ ہے کہ آج انسان اپنی شان عالی سے ناواقف ہوتا جارہا ہے، اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہوتا جارہا ہے، اور عصر حاضر میں جو ہمارے وطن عزیز پاکستان کے حالات ہیں ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ کسی جنگل کے باشندے ہیں، جو کہ آدم خور ہو چکے ہیں (موجودہ حالات میں ٹارگٹ کلنگ، خودکش حملے وغیرہ عروج پر ہیں جو کہ کسی بھی طرح سے انسانی فعل کے زمرے میں نہیں ہیں)......آخر ایسا کیوں ہے .....؟ میں پھر کہوں گا کہ اس کی بنیادی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ ہم نے محبت مصطفیٰ ﷺ پر مبنی تعلیمات صوفیاء کو پس پشت ڈال دیا ہے، اور علمائے سو کے نفسانی دین کی تاویلات پر مبنی دین کو اپنا شعار بنالیا ہے، جس کا نتیجہ آج پوری قوم بھگت رہی ہے، اس لیے آج کے پُرآشوب دور میں، میں سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا اور بالخصوص وطن عزیز پاکستان کو پُرامن بنانے کے لیے سب سے زیادہ ''صوفی ازم'' کی ضرورت ہے، کیوں کہ یہ ملک ہے تو ہم ہیں، اور اگر یہ ملک نہیں تو کچھ نہیں...!اگر ہمارا ملک سلامت ہے تو سب کے سب سلامت ہیں، اور یہ جو

موجودہ حالات میں ہمارے ملک عزیز میں جو خانہ جنگی پیدا کی جارہی ہے، ہر طرف لوگوں کے اذہان میں ایک عجیب قسم کا انتشار پایا جاتا ہے....!

ان سب مسائل کا حل صرف اور صرف ''صوفی ازم'' میں پوشیدہ ہے، اس لیے میں ارباب اختیار کو اس طرف متوجہ کرنا چاہوں گا کہ وطن عزیز پاکستان میں آئینی طور پر ''صوفی ازم'' کو عام کریں، مسجد ومحراب سے صوفی ازم کی تعلیمات کا پرچار کروایا جائے، تو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ضرور بالضرور ملک پاکستان میں ہر طرف اخوت وبھائی چارے کی فضاء عام ہوجائے گی۔

تصوف کا تاریخی پس منظر:

تصوف مسلم فکر کا ایک اہم مکتب ہے، لغوی طور پر یہ لفظ بعض کے نزدیک صفہ سے مشتق ہے، کیونکہ اصحاب صفہ نے اپنی زندگیاں خدمت دین کیلئے وقف کر رکھی تھیں۔ بعض اسے صفا (پاک) سے مشتق قرار دیتے ہیں۔ اور بعض کے خیال میں یہ یونانی لفظ سوف سے نکلا ہے، جس کے معنی حکمت کے ہیں۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، جلد 1، ص 549، مطبوعہ: الفیصل، لاہور)

اسلام میں تصوف کی اصطلاح غالباً تیسری صدی ہجری میں اہل بغداد نے رائج کی تھی، امام قشیری علیہ الرحمہ کے بقول یہ لفظ دوسری صدی ہجری میں مستعمل ہوا، اس کا سرچشمہ آنحضور ﷺ کی ذات مبارک ہے، اور آپ ہی سے یہ علم حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی کو ملا، ان سے حضرت سلمان فارسی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہم نے استفادہ کیا، اس میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے شخص جسے صوفی کے لقب سے نوازا گیا، کون تھا، بقول صاحب کشف الظنون سب سے پہلا صوفی ابو ہاشم تھا، جنہوں نے 150 ہجری میں وفات پائی۔ صحابہ کرام نے اپنی زندگی کی بنیاد خوف خدا اور رسول ﷺ کی محبت پر رکھی تھی، سادگی میں تمام صحابہ اعلیٰ رتبے کے مالک تھے، یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں شریعت اور طریقت یعنی دین اور تصوف دو جداگانہ چیزیں نہ تھیں۔ (ایضاً)

سلطان باھو اور تفسیر صوفیانہ:

اب ہم ایک نظر گلستانِ صوفیاءِ عظام پر دوڑائیں تو جہاں کئی کئی قسم کے پھول کھلتے ہوئے دیکھنے کو ملیں گے، تو ایک نادر و نایاب پھول کھلتا دمہکتا ہوا نظر آئے گا کہ جس نے ہر سمت کو اپنی خوشبو سے معطر کیا، وہ پھول جیسے سلطان الفقر (پنجم) ہونے کا منصب ملا، آج ہر سو اُس کے نام کے چرچے ہو رہے ہیں، جیسے دنیا سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو علیہ الرحمۃ الرحمٰن کے نام سے جانتی ہے، اگر آپ کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سلطان العارفین علیہ الرحمہ ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں، ایک طرف مفسر قرآن و شارح حدیث ہیں، تو دوسری طرف ایک فقیہی اور صوفی ازم کے سرخیل نظر آتے ہیں۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہیے، سلطان العارفین صرف ایک صوفی ہی نہ تھے، بلکہ عالم باعمل اور صوفی باصفا تھے کہ آپ علیہ الرحمہ نے قرآن مجید فرقان حمید کی جو تشریح و توضیح فرمائی، وہ ہمیں اکثر مفسرین کرام کی کتب میں نہیں ملتی، مگر آپ علیہ الرحمہ تو کشف و حضور اور خصوصاً فنا فی اللہ کے اُس مقام پر فائز تھے کہ مصنفِ قرآن مجید (یعنی ربّ تعالیٰ) سے قرآن فہمی حاصل فرمائی، کیونکہ آپ کسی مفسر و محدث کے محتاج نہیں تھے، کیونکہ جنہیں بیعت اُویسی کا شرف حاصل ہو اُن کے مقام کا تو کیا ہی کہنا.....!

راقم الحروف نے منتخب آیات قرآنیہ کی تفسیری پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے، سلطان العارفین علیہ الرحمہ کی کتب سے اُن آیات مقدسہ کی تفسیر نقل کی ہے، تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ سلطان العارفین علیہ الرحمہ نے صرف آیات قرآنیہ کے ظاہری پہلو کی تفسیر بیان نہیں کی بلکہ قرآن مجید فرقان حمید کی صوفیانہ انداز فکر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، اس طرح تشریح و توضیح فرمائی ہے جس سے علوم پوشیدہ یعنی مخفی حجابات کی نقاب کشائی ہوگئی، جن مقامات پر اکثر مفسرین و شارحین کرام کی توجہ بھی نہیں گئی، آپ علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کے مشکل ترین مقامات کی تشریح اتنے سہل انداز میں فرمائی کہ دقیق سے دقیق آیات نے بھی اپنے مخفی راز کو آپ علیہ الرحمہ کے سامنے کھول کر رکھ دیا اور اس کے برعکس اگر ہم متقدمین کی

طرف ایک نظر دوڑائیں تو اُن کی بیان کردہ تفاسیر اس طرح کی محاسن سے خالی نظر آتی ہیں .....! آپ علیہ الرحمہ نے قرآن مجید میں بیان پیغام الٰہی عزوجل کو بغیر کسی بحث ومباحثہ اور اختلافات کو قطع نظر کرتے ہوئے، صرف اور صرف اس مقصد کو پیش نظر رکھا کہ اس پیغام خالق عزوجل کو اُس کی مخلوق تک پہنچادیا جائے مزید اس اُمت مسلمہ کو اختلاف کی جنگ میں نہ جھونکا جائے، کیونکہ صوفی کی سوچ تو مخلوق کو خالق سے واصل کرنے کی ہوتی ہے.....!

شریعت مطہرہ اور معراج انسانیت:

(1):۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (پارہ9، سورۃ الاعراف، آیت نمبر:182)

ترجمہ: جولوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں، ہم اُنہیں اُس طرف سے پکڑتے ہیں، جدھر سے اُن کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

سلطان العارفین امام العاشقین حضرت سلطان باھو علیہ الرحمہ اپنے صوفیانہ نقطہ نظر سے اس آیت مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے: جس راہ کو شریعت رد کردے وہ زندقہ کی راہ ہے، جس راہ کو شریعت ٹھکرادے وہ کفر کی راہ ہے، شیطان وھوائے نفس اور دنیائے ذلیل کی راہ ہے، لوگوں کو چاہیے کہ اس سے خبردار رہیں، حضور ﷺ کا فرمان ہے: جس نے کسی چیز کو چاہا وہ خیر سے محروم رہا اور جس نے اللہ کی جستجو کی اُسے ہر چیز میسر آگئی۔ یہ چند کلمات ظاہری وباطنی طیر سیر کے اُس سلک سلوک کے بارے میں ہیں، جس کا مقصود ومطلوب فقر: "ففروا الی اللّٰہ" ہے طالب دنیا کا سلک سلوک فقر "ففروا من اللّٰہ" ہے جو مردود ہے۔

ابیات:

میرا وجود توحید حق تعالیٰ میں غرق ہوکر عین توحید ہوگیا ہے، جس کی وجہ سے مجھے توحید مطلق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

راہ شریعت پر گامزن ہوکر میں عرش وکرسی سے بالاتر مقامات پر جا پہنچا اور سرِّ وحدت کے ہر مقام کا خوب مشاہدہ کیا۔

Madaarimedia.Com

اے طالب! ہر حرف اور سطر میں توحید کا مطالعہ کر اور ہمیشہ اس مطالعہ کو جاری رکھ حتیٰ کہ تجھے حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔

حدیث: برتن سے وہی چیز برآمد ہوتی ہے، جو اُس کے اندر موجود ہوتی ہے، جان لے! فقیر باہو کہتا ہے کہ راہ حق کے طالبوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نہ تو مشرق مغرب میں ملتا ہے ، نہ شمال وجنوب میں ملتا ہے، نہ اوپر و نیچے ملتا ہے، نہ چاند و سورج میں ملتا ہے، نہ آگ و مٹی اور ہوا و پانی میں ملتا ہے، نہ شب و روز میں ملتا ہے، نہ گفتگو و قیل وقال میں ملتا ہے ، نہ تحصیل علم اور جہالت میں ملتا ہے، نہ وقت حال وخط وخال وصورت و جمال میں ملتا ہے، نہ وردو وظائف میں ملتا ہے، نہ تسبیح وحروف میں ملتا ہے، نہ زہد وتقویٰ اور پارسائی میں ملتا ہے۔

خفیہ راز:

دانا بن اور یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ کا بھید صرف صاحب راز (مرشد کامل) کے سینے میں پنہاں (موجود) ہے، اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے اور نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔

(عین الفقر، باب مقدمہ، صفحہ 59، مطبوعہ: العارفین پبلی کیشنز، لاہور)

معرفت کیسے حاصل ہوگی:

(2):۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ ﴿ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ﴾ (پارہ15، سورۃ الکھف، آیت نمبر:28)

ترجمہ: اور اُس شخص کی پیروی مت کرو کہ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا، اور وہ ہوائے نفس کی پیروی میں حد سے گزر گیا۔

حدیث قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے: جو مجھے تلاش کرتا ہے بے شک وہ مجھے پالیتا ہے، جو مجھے پالیتا ہے وہ مجھے پہچان لیتا ہے، جو مجھے پہچان لیتا ہے اُسے مجھ سے محبت ہو جاتی ہے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرا عاشق بن جاتا ہے، جو مجھ سے عشق کرتا ہے میں اُسے قتل کر دیتا ہوں، جسے میں قتل کرتا ہوں اُس کی دیت مجھ پر لازم ہو جاتی ہے اور اُس کی دیت میں ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ جو شخص کسی چیز کی جستجو میں جدوجہد کرتا ہے وہ اُسے پالیتا ہے۔

منازلِ صوفی:

حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے: بے شک آدمی کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے، جو فواد میں ہے، فواد قلب میں ہے، قلب روح میں ہے، روح سرّ میں ہے، سرّ خفی میں ہے اور خفی اَنا میں ہے۔

جب کوئی فقیر فناء فی اللہ ہو کر مقامِ لقا میں پہنچ جاتا ہے تو اُس پر حالتِ سکر وارد ہو جاتی ہے اور اُس کے وجود سے تین طرح کے انوارِ توحید جلوگر ہوتے ہیں، اُس کی پیشانی نورِ توحید سے جگمگا اُٹھتی ہے، اُس کی آنکھیں انوارِ توحید سے منور ہو جاتی ہیں اور اُس کا دل انوارِ توحید سے روشن ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اِن تینوں اندام سے عبادت میں مشغول رہے، تو صاحبِ معرفت رہتا ہے، ورنہ سلب ہو جاتا ہے اِس لئے اُس کی پیشانی سجدہ سجود میں معروف رہتی ہے، اُس کی نظر شریعت پر مرکوز رہتی ہے اور اُس کا دل اِتباعِ رسول اللہ ﷺ میں تصدیق سے پُر رہتا ہے۔ (عین الفقر، باب اوّل، صفحہ 81، مطبوعہ: العارفین پبلی کیشنز، لاہور)

راقم الحروف اس مقام پر صرف اتنا لکھے گا کہ یہی وہ کیفیات ہیں، جن کی بدولت ایک فقیر منازلِ روحانیہ کو طے کرتا ہے، اور پھر اُس مقامِ فنا فی اللہ پر فائز ہو جاتا ہے، جس سے پھر نورانی و رحمانی خرقِ عادات کا ظہور ہوتا ہے۔

ہمارا معاشرہ اور صوفی ازم:

جناب ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی لکھتے ہیں کہ معاشرتی ترقی کے لیے سب سے بڑی اور بنیادی ضرورت معاشرہ میں ہم آہنگی کا ہونا ہے، کسی معاشرے کی ترقی سے مراد صرف مادی وسائل کا وافر مقدار میں ہونا نہیں بلکہ اصلی معاشرتی ترقی مادی ضرورتوں کے پورا ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے کے مختلف گروہوں میں ہم آہنگی کا ہونا بھی ہے، معاشرہ کے افراد ذہنی تناؤ کا شکار نہ ہوں بلکہ ذہنی سکون اور قلبی طمانیت سے بہرہ ور ہوں، اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ معاشرہ کے افراد اعلیٰ اخلاقی اقدار سے موصوف ہوں، اگر ہم اپنے اردگرد کے ماحول میں ذہنی و قلبی سکون کا فروغ چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم صوفیاء کرام کی تعلیمات پر ہر وقت کاربند رہیں اور صوفیاء کی تعلیمات کو مختصراً حضرت جنید علیہ الرحمہ کچھ یوں بیان فرماتے

ہیں کہ تصوف آٹھ (8) خصلتوں پر مبنی ہے، یعنی سخاوت، رضا، اشارہ، غربت، صوف پہنا، سیر، فقر، سخاوت حضرت ابراہیم کی اقتداء ہے، رضا حضرت اسماعیل کی اقتداء ہے، صبر حضرت ایوب کی اتباع ہے۔ اشارہ حضرت زکریا کی اتباع، غربت حضرت یحییٰ کی پیروی، سیاحت حضرت عیسیٰ کی، صوف پہنا حضرت موسیٰ علیہم السلام کی پیروی اور فقر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ موجودہ حالات میں جو ہر سمت نفسی نفسی کا عالم ہے، ہر کوئی خون کا پیاسا نظر آتا ہے، ان حالات میں اگر ہم صوفیاء کرام کی تعلیمات کو فروغ دیں، اور اُن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہمارے سارے رنج وعلم دور ہو جائیں، اور ہمارا معاشرہ ایک پرامن معاشرہ کا منظر پیش کرنے لگ جائے گا۔

(مصنف) اے طالب اگر تو کسی صوفی کا طالب ہے تو یاد رکھ کہ صفا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے اور یہی صفت ہے کیونکہ صفائی کی جڑ ایک اور شاخ ہے۔ جس کی جڑ تو خدا کے سوا سب سے دل کا ہٹالینا ہے اور شاخ بیوفا دنیا سے علیحدگی ہے یہ دونوں صفتیں صدیق اکبر ابوبکر بن عبداللہ بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی ہیں کیونکہ وہ اہل طریقت کے امام تھے اس امر کے سوا اوروں سے ان کا منقطع تھا پس اسی سے اس کو اسم علم قرار دیا ہے۔ اے طالب علم دو ہیں ایک تو خداوند تعالیٰ کا علم اور دوسرا الخلوق کا علم اور بندہ کا علم۔ خداوند تعالیٰ کے علم کی محبت کی جستجو کرنے والا ہے کیونکہ خدا کا علم خدا کی صفت ہے جو خدا کے ساتھ قائم ہے اور اس کی صفتوں کی کوئی نہایت نہیں اور ہمارا علم ہماری صفت ہے جو کہ ہمارے ساتھ قائم ہے اور ہماری صفتیں انجام کو پہنچنے والی ہیں یعنی محدود ہیں اور خداوند تعالیٰ نے کہا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا تمہیں تھوڑا ہی علم دیا گیا اور مختصر یہ ہے کہ علم مدح کی صفتوں سے ہے اور اس کی تعریف معلوم چیز کا احاطہ کرنا ہے اور معلوم چیز کا بیان اور تعریفوں میں، بہت اچھی تعریف یہ ہے کہ العلم صفته یصیر الحاھل بھا علما علم وہ صفت ہے جس سے زندہ عالم ہوتا ہے اور خداوند تعالیٰ نے کہا ہے واللہ محیط بالکافرین اور اللہ احاطہ کرنے والا ہے کافروں پر اور یہ بھی کہا ہے واللہ بکل شی علیم اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے اور خدا کا علم ایک علم ہے۔

....

((محشی))

قولہ تعالیٰ ﴿وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (پارہ:15، سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر:85)

حدیث: ((العلم صفته يصير الجاهل بها علما))

ترجمہ: علم ایسی صفت ہے، جس کے ذریعہ جاہل، عالم بن جاتا ہے۔

(کشف المحجوب، صفحہ 43، مطبوعہ: ایضاً)

قولہ تعالیٰ ﴿وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ﴾ (پارہ:1، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:19)

قولہ تعالیٰ ﴿وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (پارہ:3، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:282)

(مصنف) جس سے تمام موجودات اور معدوم چیزوں کو جانتا ہے اور لوگوں کو اس علم میں خدا کے ساتھ مشارکت نہیں اور خدا کے علم کے جزئیں نہیں ہوتیں اور نہ اس سے جدا ہوتا ہے۔ اور اس کے علم پر دلیل اس کے فعل کی ترتیب ہے کیونکہ محکم علم کا فعل فاعل کا تقاضا کرتا ہے۔ پس اس کا علم بھیدوں پر لاحق اور اظہار پر احاطہ کرنے والا ہے۔ طالب کو ضروری ہے کہ عمل کرتے وقت یہ سمجھ لے کہ وہ حاکم حقیقی کے مشاہدہ یہ عمل کر رہا ہے جیسا کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے فعلوں کو دیکھ رہا ہے۔ یہ حکایت بیان کرتے ہیں کہ بصرے کا ایک رئیس اپنے باغ میں گیا تو اس کی آنکھ اپنے کاشتکار کی عورت کے حسن پر جا پڑی اس نے مرد کو کسی کام کے لئے بھیج دیا اور عورت کو کہا کہ دروازہ بند کر دے عورت نے جواب دیا کہ میں نے سب دروازہ بند کر دیا ہے مگر ایک دروازہ ایسا ہے کہ میں اس کو بند نہیں کر سکتی، رئیس نے پوچھا وہ کونسا دروازہ ہے کہنے لگی وہ دروازہ وہ ہے کہ میرے اور خدا کے درمیان ہے رئیس پشیمان ہوا اور توبہ کی۔ حاتم بن اصم (علیہ الرحمہ) نے کہا ہے کہ میں نے چار علم اختیار کئے ہیں اور دنیا کے تمام علموں سے چھوٹ گیا ہوں لوگوں نے پوچھا وہ کون سے ہیں کہا وہ یہ ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ میں نے جان لیا ہے کہ میرے لئے رزق مقسوم ہے اور جو زیادہ اور کم نہیں ہوتا اس لئے زیادہ کے طلب کرنے سے آسودہ ہو گیا ہوں۔ دوسرا یہ ہے کہ میں نے جان لیا ہے کہ مجھ پر خدا کا ایسا حق ہے جو میرے سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا اس کے ادا کرنے کے لئے مشغول ہوا ہوں تیسرا یہ ہے کہ میں نے جان لیا ہے کہ میرا ایک طالب ہے یعنی موت جس سے میں کہیں بھاگ نہیں سکتا اس لئے میں نے اس کا سامان تیار کیا ہے۔

چوتھا یہ ہے کہ میں نے جان لیا ہے کہ میرا ایک آقا ہے یعنی صاحب میرا ہے جو میرے سب حال پر واقف ہے اس سے میں نے شرم کی ہے اور نہ کرنے والے کاموں سے ہاتھ ہٹا لیا ہے اور جب انسان جانتا ہو کہ خداوند تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے تو کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس سے قیامت میں خدا سے شرم کرے۔ لیکن بندہ کا علم خداوند تعالیٰ کے کاموں اور اس کی معرفت میں ہونا چاہئے اور انسان پر وقت کا علم فرض ہے اور جو وقت کے موافق ظاہر و باطن میں کام آوے اس کے دو قسم ہیں ایک اصول ہے دوسرا فروع ظاہری باطن میں کام آوے۔ اصول کلمہ شہادت ہے، یعنی خدا کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر گواہی دینی اور باطنی اصول معرفت کی تحقیق ظاہری فروع آپس میں معاملہ کی ورزش ہے اور باطنی راستی درستی ان میں سے ہر ایک کا قائم رہنا دوسرے کے سوا محال ہے ظاہر باطن کے بغیر نفاق ہے اور باطن ظاہر کے سوا بیدینی اور ظاہر شریعت باطن کے سوا نقص ہے اور باطنی بغیر ظاہر کی ہوس ہے پس علم حقیقت کے تین رکن ہیں۔ پہلا خداوند تعالیٰ عز اسمہٗ کی ذات اور اس کی وحدانیت کا علم اور اس سے مشابہت کی نفی جان لے۔ دوسرا خدا تعالیٰ کی صفتوں اور حکموں کا علم۔ تیسرا خدا کی حکمت اور اس کے فعلوں کا علم۔ شریعت کے علم کے بھی تین رکن ہیں: پہلا کتاب یعنی کلام الٰہی دوسرا سنت تیسرا امت کا اجماع خدا کی صفتوں (صفات) فعلوں (افعال) اور اس کی ذات کے ثبوت پر جاننا چاہئے یہی لازم امر ہے۔ بیت۔

اے طالب کتاب کی تالیف بسبب طوالت کی مختصر تحریر کیا۔

ختم ہے مجلس سوم اس کے پڑھنے والے اور سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطا فرما بحق محمد و آل محمد و اصحابہ و ازرجہ اجمعین تا کہ صادقوں کی عاقبت بخیر اور ایمان کی سلامتی بخش بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم چار پیر چودہ خانوادہ کے بزرگان دین کی توصیف بیان عطا فرمایا رب العالمین دیا خیر الناصرین الحمدللہ رب العالمین الفاتحہ حضرت جناب سید المرسلین جد الحسن والحسین رضی اللہ عنہم و بروح پر فتوح حضرت سید شاہ بدیع الدین حضر پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس سرہ کے نام ثواب پہنچاوے۔

بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیٰ خیر خلق اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین

مجلس چہارم 4:

تلاوۃ الوجود وتلاوۃ القران

الحمدللہ رب العالمین والعاقبتہ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول محمد وآلہ واصحابہ وازواجبہ اجمعین۔

(مصنف) اے بھائی! مجلس کے سامعین کو السلام علیکم واضح باد۔ اے طالب یہ وہ قرآن ہے جس کی تلاوت اہل سلوک ویا بادشاہ لوگ کرتے ہیں اور جو کچھ قرآن میں ہے وہ بدن میں آدمی کے ہے اور جو بدن میں آدمی کے کہا جاتا ہے وہی قرآن میں ہے۔ اول بیان وجود، جان تو کہ بدن میں آدمی کے سات (7) چیزیں ہیں، جو بدن میں آدمی کے ملی ہیں۔

اول خاک وباد (ہوا) وآب وآتش ودوزخ ونور وذات ہر پل گھڑی عین بدن میں ظاہر ہیں۔ اول علامت خاک مقام اس کا سپرز یعنی تلی ہے اس مقام کا سردار جبرئیل امین (علیہ السلام) ہے علامت اس کی گوشت پوست واستخواں وعروق وبال وجھلی وناخن ہے۔ دوئم علامت باد مقام اس کا شُش یعنی پھیپھڑا ہے سردار اس کا اسرافیل (علیہ السلام) ہے، ہلنا اور کانپنا اور سانس پھولنا وقت موت وگرمی اور انگڑائی وڈکار وہوا وگوز۔ سوم علامت آتش مقام اس کا زہرہ یعنی پتا ہے اس مقام کا سردار عزرائیل (علیہ السلام) ہے کھانا اور پینا، سونا وکاہلی دستی وملولی اور ہاتھ پیر کا کھنچنا اس سے متعلق ہے چوتھی علامت آب ہے مقام اس کا جگر واستخواں ہے سردار میکائیل (علیہ السلام) ہے اس سے پیشاب اور جلاب وخون اور آب منی وآب دہن وآب چشم وچرک گوش یعنی کان کا میل متعلق ہے۔ پانچویں علامت روح طبعی نام رکھتے ہیں مقام اس کا ناف سے علاقہ رکھتا ہے اس کا کام غذا معدے کی طرف سے تقسیم کر کے رگوں میں پہنچاتی ہے اور غذا کے پیٹ میں پہنچتے ہی قوت پکڑتی ہے اس سے درد بدنی اٹھنا اور لذت لینا وآرام لینا ویا پانا بیٹھنا واٹھنا اور چلنا ودیکھنا اور جستجو کرنا اسی سے ہے۔ اے طالب مشق باہم پہنچانے سے حاصل ہوتے ہیں اسی ارواح کا سبب ہے کہ آدمی ذلیل وخوار بھی ہوجاتا ہے اور اس ہی ارواح کے آدمی اور اولیاء بھی ہوتے ہیں اور نزدیکی خدا ملتی ہے۔

چھٹی علامت نور اس کو روح حیوانی بھی کہتے ہیں مقام اس کا دل میں ہے۔ خواہش بڑھنے کی رکھتی ہے اور سب اعضا کو زندہ بنا رکھتی ہے اس کا کام خیال، فکر و تصور و وہم دوڑانا اور خوش ہونا اور غم میں مرجھائے جانا اس کا علاقہ ہے اس ارواح کے حاصل ہونے سے طالب واصل حق ہوتا ہے اور کوشش کامل کرنے سے عین حق ہو جاتا ہے جیسا کہ کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔

بیت ترجمہ:

آنکھ دل کی جب کھلی رہبر نے اپنے میں لیا　　بلبلا جب جاگ اٹھا خود عین دریا ہو گیا

ساتویں علامت ذات کہ اسے روح نفسانی کہتے ہیں مقام اس کا مغز سر ہے یعنی بھیجا ہے اس سے کہنا اور سننا سونگھنا اور دیکھنا، عقل و تمیز و لذت زبان وغیرہ علاقہ رکھتی ہے اس روح کے حاصل ہونے سے وے لوگ واصلان حق ہوتے ہیں لیکن جو اسرار مغز میں ہے وہی دل میں ہے جیسا کہ اللہ و محمد علیہ السلام دونوں ایک ہیں ویسے ہی مغز دل ہے مغز مقام ذات ہے تمثیل کلام مجید کے ظاہر ہے۔ قولہ تعالیٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور دل مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قال علیہ السلام انا من نور اللّٰہ و کل شی من نوری اور جو اروا حیں طبعی تحریر میں آئے ہیں وہ بندۂ خدا امت محمدی ہیں کہ اس کے حق میں کہا ہے قل الروح من امر ربی۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ ﴿ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ ﴾ (پارہ:26، سورۃ ق، آیت نمبر:16)

حدیث 18: ((انا من نور اللّٰہ و کل شی من نوری))

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے بنایا اور پھر ہر چیز میرے نور سے بنائی۔

(رسول کریم کا مقام عظیم، صفحہ 29، مطبوعہ: مکتبہ علمیہ، کراچی)

قولہ تعالیٰ ﴿ وَیَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الرُّوۡحِ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا...الخ ﴾ (پارہ:15، سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر:85)

(مصنف) سوائے ان کے چار نفس بدن میں ہیں جس کا بیان کتاب گفتار رحمت میں

خلاصہ طور پر مندرج ہیں۔ اور تن میں جس کا نام نفس امارہ ہے لیکن وہ جنسیت نہیں رکھتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فقیر نے نفس امارہ اپنے بدن سے نکالا تھا یہ لفظ محض خلاف ہے۔ عوام کو چاہئے کہ ایسا نہ سمجھیں کیونکہ لوگ چوروں اور بدکار آدمیوں کو مار ڈالتے ہیں بلکہ قصاب لوگ گائے بیل وغیرہ ذبح کرتے ہیں اور گوشت وہڈی جدا کر کے قیمت پر بیچتے ہیں۔ اگر نفس مذکور جنسیت رکھتا تو البتہ نکل آتا لوگ ان میں سے اسے پاتے اس لئے اے طالب! جان لینا چاہئے کہ نفس مذکور جنسیت نہیں رکھتا بیان اس کا یہ ہے کہ اس تن میں جو آتش داخل اربعہ عناصر سے ہے اسی نے نفس امارہ نام پایا ہے بلکہ اس کو خداوندی تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدمی کے تن میں داخل کیا ہے اگر اسے داخل نہ کرتا تو خواہش بھوک وپیاس کی نہ ہوتی اور قوت وشہوت حرص الدنیا عزت اور محبت بھی نہ ہوتی۔

پس یہ پیدائش دنیا اٹھ جاتی اسی واسطے ضرور تھا کہ اسے تن میں داخل کر کے سب رنگ واملار نگارنگ کر دیا ہے اور جس فقیر نے نفس امارہ اپنے کو نکالا تھا اس نے ایک آہ کا شعلہ گرمی کا نکالا تھا جس میں بدن اس کا ٹھنڈا پڑ گیا تھا، تب اس پر عتاب باری تعالیٰ ہوا کہ اس کو لے ۔ہم نے کمال قدرت اپنی سے اس میں داخل کیا ہے اسی بات پر کہا ہے کہ کسی مشائخ کو دفع کرنا نفس کا ممکن نہیں ہوا بلکہ کمال ہے چاروں نفس کو اپنے قابو میں کیا وہی مرد مذکر ہے کیونکہ اس کے پیدا کرنے میں حکمت حکیم ہے لیکن اس کے زہر دفع کرنے میں کوشش کرے، جس سے کہ اس کے زہر سے ضرر نہ پہنچے اور جنس مذکور یعنی نفس امارہ اور ارواحوں پر غالب نہ ہوں جس وقت کہ یہ نفس اور ارواحوں پر غالب ہوتا ہے ہر ایک روح سے اپنی خصلت ظاہر کرتا ہے یعنی ارواح طبعی سے کہ جس کا تعلق ناف سے ہے قوت شہوت اور روح حیوانی سے جو دل گھمنڈ اور کینہ وحسد اور بغض وغرور، اور ارواح نفسانی کہ مقام اس کا مغز میں ہے، بری باتیں کرنا اور اس کا سننا و بدنظر سے وبدزبان وخندہ قہقہہ ظاہر ہوتا ہے اور اگر ارواح اس نفس پر غالب ہوتی ہیں اور یہ مغلوب ہوتی ہے۔ ہر ایک روح اپنی خصلت ظاہر کرتی ہے جیسے کہ روح طبعی سے بندگی وغیرہ وبردباری اور روح حیوانی سے عشق ومحبت الٰہی اور ہر ایک پر رحم اور روح نفسانی سے خوشبوئی اور خوش مقام وخوش آواز اور تماشائے خوش کی خواہش ہوتی ہے اور

قوت وشہوت گرمی تعلق رکھتی ہے جس وقت کہ نفس امارہ عاجز اور ناچیز ہو جاتا ہے اور دل پر غالب یہ سب چیزیں گرمی دل سے تعلق رکھتے کہ جو ہر اصلی ہے پیدا ہوتے ہیں اور بھوک وپیاس وشہوت وعزت ودولت ومحبت اس حالت میں بزرگوں کے اختیار میں رہتی ہیں یہ تینوں روحیں اور چاروں نفس آپس میں سلوک سے ہیں اور کبھی ایک سے ایک کو ہجرت بھی ہے اور جو کام کرتی ہیں اپنے اپنے علاقہ سے جرأت پکڑ ایک ہمت ہو کر کرتی ہیں اس سے عوام کو پردہ ہے معلوم نہیں ہوتا ہے کہ تن میں تین روحیں اور چار نفس برقرار ہیں اس واسطے مختصر بیان تحریر کرنا ضرور ہوا کہ بیان اسکا اس وجہ سے لکھا جاتا ہے کہ یہ راز مخفی ہر ایک کو معلوم ہو جائے۔

....

((محشی))

حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی:1395ہجری) علیہ الرحمہ نے مذکورہ سطور میں ذکر لسانی وذکر قلبی (یعنی دل کے ذریعے اللہ جلہ مجدہ کا ذکر کرنا) سے متعلق بحث کو مختصراً بڑے ہی دلکش انداز میں قلم بند فرمایا ہے۔مگر ہمارے زمانے میں بعض ایسے داعیان اسلام بھی ہیں جو کہ ایک اسلامی تنظیم کے بانی ومؤسس کے پیروکار ہیں،وہ حضرات اور اُن کے بانی ذکر قلب سے متعلق لاعلمی کی وجوہات کی بنا پر ذکر قلب سے متعلق کہتے ہیں کہ دل کوئی ذکر وغیرہ نہیں کرتا۔

تو عاجز سے بعض حضرات نے"ذکر قلب" سے متعلق سوال کیا کہ کیا واقعی زبان کے علاوہ دل کے ذریعے بھی ذکر ہوتا ہے....؟

اس لیے ہم نے قارئین کی علمی تشنگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ (ذکر قلب) پر قرآن وحدیث اور اولیاء کرام وفقہاء عظام کی تشریحات کو بطور دلائل اس مسئلہ کی وضاحت کی خاطر قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے،تا کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کو ذکر قلب سے متعلق علمی وتحقیقی دلائل مدنظر رہیں۔اور ہمارے وہ مسلمان بھائی جو کسی شیطانی وسوسے کا شکار ہونے کی وجہ سے اس عظیم ذکر سے انکار کرتے ہیں،جس کی بدولت شیطان اُن سے بڑا ہی خوش ہوتا ہے وہ بھی اپنی اصلاح فرمالیں،کیوں کہ ہم نے تو اپنے مشائخ سے یہی تعلیم حاصل کی ہے کہ ذکر قلب کے نور ہی کی بدولت آپ روحانی منازل طے کر سکتے ہیں۔اس

لیے میں اُن تمام بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر آپ کا دل ذکر سے غافل ہے تو آپ کم از کم ذکر قلب کا انکار کر کے شیطان لعین کی خوشنودی کا باعث تو نہ بنیں۔

ذکر قلب کی حقیقت:

مشائخ طریقت صوفیائے کرام کے نزدیک ذکر دو قسم کا ہے، قلبی و لسانی۔ ذکر قلبی کا اثر بہت قوی اور زیادہ اور ذکر لسانی سے نہایت افضل ہے، بلکہ حقیقت میں یہی ذکر قلبی اور ان کے نزدیک ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ خدا عزوجل کے سوا سب کی نفی کی جائے۔ یعنی رب تعالیٰ کی توحید اور محبت کے سوا باقی سب اشیاء کی محبت دل سے دور ہو جائے اور یہی ذکر کا مقصود ہے۔

ذکر قلب اور آیات مقدسہ:

(1) ترجمہ: بے شک سچے مؤمن وہی ہیں جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لرز جاتے ہیں۔

(پارہ:9، سورۃ الانفال، آیت نمبر:2)

(2) ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان والے ہیں ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں۔

(پارہ:13، سورۃ الرعد، آیت نمبر:28)

(3) ترجمہ: ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن دل اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل ہیں۔

(پارہ:23، سورۃ الزمر، آیت نمبر:28)

(4) ترجمہ: اپنے رب عزوجل کے اسم (اللہ) کے ذکر کرو اور سب سے کٹ کر اس سے جڑ جاؤ۔

(پارہ:29، سورۃ المزمل، آیت نمبر:8)

(5) ترجمہ: جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

(پارہ:5، سورۃ النساء، آیت نمبر:103)

(6) ترجمہ: اور وہ کھڑے بیٹھے لیٹے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

(پارہ:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:191)

(7) ترجمہ: ان کو اللہ عزوجل کے ذکر سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے نہ فروخت۔

(پارہ:18، سورۃ النور، آیت نمبر:37)

(8) ترجمہ: کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ عزوجل کے ذکر سے متاثر ہوں۔

(پارہ:27، سورۃ الحدید، آیت نمبر:16)

(9) ترجمہ: اور اللہ عزوجل کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔
(پارہ:21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر:45)

(10) ترجمہ: پھران کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ (پارہ:23، سورۃ الزمر، آیت نمبر:23)

(11) ترجمہ: اے ایمان والو! تم کو تمہارا مال اولاد اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں۔ (پارہ:28، سورۃ المنافقون، آیت نمبر 9)

ذکر قلب اور احادیث کریمہ:

(1) حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شے کو چمکانے والی کوئی چیز ہوتی ہے، اور اللہ عزوجل کا ذکر دل کو چمکاتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، صفحہ 414)

(2) شیخ الشیوخ ابونصر سراج علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ بنیادی طور پر ہمیشہ متفکر اور مخموم سے رہتے تھے اور آپ ﷺ کے مبارک سینے میں اس طرح جوش ہوتا تھا جیسے آگ پر رکھی ہانڈی میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ (کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 168)

(3) شیخ الشیوخ ابونصر سراج علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ سید المرسلین رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی ایسے شخص سے ملنا چاہے جس کے دل کو اللہ عزوجل نے نور ایمان سے منور فرما دیا ہو تو وہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ (کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 230)

(4) امام ابوبکر بن اسحاق البخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی بندے کے دل میں نور داخل ہو جاتا ہے، تو اس کا دل فراخ وکشادہ ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ! اس کی کیا علامت ہے...؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس دھوکے کے گھر سے علیحدگی اختیار کرنا اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے واقع ہونے سے پہلے ہی اس کے لیے آمادہ رہنا۔ (تعرف، صفحہ 40)

(5) حضرت سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے کائنات ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تمہارے کون سے اعمال اللہ عزوجل کے نزدیک بہترین اور پاکیزہ اور تمہارے درجات کو زیادہ بلند کرنے والے ہیں اور سونا و چاندی خیرات کرنے

سے بھی اعلیٰ وافضل ہیں، نیز اس سے بھی افضل کہ تم دشمن سے جہاد میں ملو تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں....؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کونسا عمل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر۔ (رسالہ قشیریہ، صفحہ 430)

ذکر قلب اور محدثین کرام کے نظریات:

(1) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے حق سبحانہ کا ذکر دو قسم پر ہیں۔ دل سے ذکر اور زبان سے ذکر۔

پھر ذکر قلبی کی دو قسمیں ہیں ان دونوں اقسام میں سے ایک قسم بہت بلند اور اعلیٰ ہے، اور وہ ہے خدائے تعالیٰ کی عظمت وجلال میں اس کی بزرگی اور اس کی بادشاہت میں اور زمین وآسمان میں اس کے پھیلے ہوئے نشانات قدرت میں غور وفکر کرنا اسے ذکر خفی (قلبی) کہتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، جلد 3، صفحہ 392)

مزید شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مشائخ طریقت علیہم الرحمہ کے نزدیک ذکر کی دو قسمیں ہیں، ذکر قلبی وذکر لسانی۔ ذکر قلبی کا اثر بڑا قوی اور بڑا عظیم اور بہت زیادہ ہے، اس ذکر کی نسبت جو صرف زبان سے ہوتا ہے بلکہ درحقیقت ذکر قلبی ہی ذکر ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد 3، صفحہ 393)

(2) محدث کبیر حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں فرمایا ہے مخفی نہ رہے کہ قلب کی غفلت کے ساتھ زبان سے نیت کرنا غیر معتبر ہے۔

(مکتوبات، امام ربانی، جلد 1، صفحہ 187)

ذکر قلب اور مفسرین کے نظریات:

(1) مفسر کبیر، مفسر جلیل شیخ الشیوخ جلال الدین محلی علیہ الرحمہ نے سورۃ الناس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔ ﴿یوسوس فی صدور الناس﴾ ترجمہ: جو انسان کے سینہ میں وسوسہ ڈالتا ہے، ﴿قلوبھم اذا غفلوا عن ذکر اللہ﴾ ترجمہ: یعنی دلوں میں جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر

سے غافل ہوتے ہیں۔ تفسیر جلالین کے الفاظ ''اذا غفلوا عن ذکر اللہ'' کی مزید تشریح کرتے ہوئے عارف باللہ شیخ احمد بن محمد صاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یعنی جب ان کے دل ذکر سے غافل ہوتے ہیں تو وسوسہ ڈالتا ہے اگرچہ زبان سے ذکر کر رہے ہوں کیونکہ وسوسہ دل میں ہی تو ڈالا جاتا ہے تو اسے ذکر ہی سے بھگا سکتا ہے جو دل میں موجود ہو۔ پس جو شخص اہل ذکر میں سے ہوگا، شیطان کو اس پر قدرت نہیں ہوگی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ جو میرے بندے ہیں، ان پر تیرا کچھ قابو نہیں ہے (لیکن یاد رہے) اگر کسی کے دل میں غفلت ہے، وسوسے پیدا ہوتے ہیں تو زبانی ذکر نہ چھوڑے بلکہ ذکر کثرت سے کرتا رہے اور ہمیشہ کرتا رہے شاید اس سے دل بیدار ہو، پھر سے اس میں نورانیت پیدا ہو جائے۔

(حاشیہ صاوی علی الجلالین، جلد 4، صفحہ 351)

(2) مفسر قرآن شیخ المشائخ حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ اسی آیت ﴿ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا﴾ ترجمہ: اور نہ وہ زندوں کو مارنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی مردوں کو زندہ کرنے کی۔ (پارہ: 18، سورۃ الفرقان، آیت نمبر: 3) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹے پیر اور مکار سجادہ نشین ہی درحقیقت اصنام باطلہ ہیں، کیونکہ کسی بھی غافل دل کو بیدار کرنا نہیں آتا اور نہ ہی کسی نفس امارہ کو زیر کرنے کا طریقہ آتا ہے، جو لوگ ایسے جھوٹے پیروں اور مکار سجادہ نشینوں کے مرید ہوتے ہیں یا ان کی اتباع کرتے ہیں، بُت پرست دراصل یہی لوگ ہیں۔ (تفسیر روح البیان، جلد 18، صفحہ 320، مطبوعہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور)

(3) مفسر قرآن شیخ المشائخ حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے لکھا جس گھر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا وہ دراصل قلب (دل) مؤمن ہے، اس کی صفائی کا یہ مطلب ہے کہ اسے غیر اللہ کی جانب متوجہ ہونے سے بچائے، کیونکہ وہ اللہ عزوجل کی نظر عنایت کا مرکز ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است — از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

ترجمہ: دل ہاتھ میں کرو کہ حج اکبر سے ہزاروں کعبوں سے ایک دل بہتر ہے۔

کعبہ بنیاد خلیل آزرا است — دل نظر گاہ جلیل اکبر است

ترجمہ: کعبہ خلیل علیہ السلام کی بنا ہے اور دل جلیل عزوجل کی نظر گاہ ہے۔

بنا دیں اسے صاف رکھنا ضروری ہے، یہاں کہ اس پر انوار و تجلیات اور اسرار رحمانیہ کا نزول ہوگا اور ساتھ ہی اسے سکون و وقار نصیب ہو، جب بندہ اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو حقیقی سجدہ رکوع سے مشروف ہوتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ س ہم کلامی سے اور خصوصی راز داری سے نوازا جاتا ہے۔ (روح البیان، جلد 1، صفحہ 507)

(4) مفتی محمد شفیع اس آیت مقدسہ ﴿فاذ کرونی اذ کر کم﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اور معنی یہ ہیں جیسا ہم نے تم پر ایک نعمت قبلہ کی، دوسری نعمت رسول اللہ ﷺ کی بعثت فرمائی ہے، ایسی ہی نعمت ذکر اللہ بھی ہے، ان سب نعمتوں کا شکر ادا کرو تا کہ یہ نعمتیں اور زیادہ ہو جائیں ﴿فاذ کرونی اذ کر کم﴾ ذکر کے اصلی معنی یاد کرنے کے ہیں جس کا تعلق قلب سے ہے، زبان سے ذکر کرنے کو بھی ذکر اس لیے کہا جاتا ہے کہ زبان ترجمان قلب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر زبانی وہی معتبر ہے، جس کے ساتھ دل میں بھی اللہ کی یاد ہو۔ حضرت امام السالکین مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے اس متعلق فرمایا ہے۔

؎ برزبان تسبیح و دل گاؤ خر   این چنیں تسبیح کے دارد اثر

ترجمہ: زبان پر تو تسبیح ہے مگر دل میں گائے گدھے کے خیال ہیں تو تسبیح کیسا اثر کرے گی۔

(تفسیر معارف القرآن، جلد 1، صفحہ 391، مطبوعہ: ادارہ المعارف، کراچی)

ذکر قلب اور اولیاء عظام کے نظریات:

(1) حضرت سیدنا سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے، لیکن اس کا دل غافل ہو تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ جھگڑا کرتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، پارہ: 10، صفحہ 248)

(2) حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء سہیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قلب کی بصر کا تھوڑا سا نور خواہشات و شہوات پر غالب ہو جاتا ہے، جب دل کی آنکھ بند ہو جاتی ہے تو شہوات کا غلبہ اور غفلت طاری ہو جاتی ہے، اسی وجہ سے انسان غلبہ شہوت کے بعد عموماً معاصی و جرائم میں منہمک اور حق (اللہ رب العزت) کا نافرمان رہتا ہے۔ (تفسیر روح البیان، پارہ: 17، صفحہ 307)

(3) حضرت سیدنا شیخ المشائخ حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قلوب پر ذکر اللہ عزوجل سے جھاڑو دو اس لیے سب سے زیادہ زنگ قلوب پر چڑھتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، پارہ:25، صفحہ 115)

(4) حضرت سیدنا قطب الارشاد ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر تمہارے قلب میں یاد الٰہی باقی ہے تو تمہیں دنیا کی کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی اور اگر تمہارے قلب میں خداعزوجل کی یاد باقی نہیں ہے تو لباس فاخرہ بھی سودمند نہیں ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 366)

(5) حضرت شیخ المشائخ حسن بن علی دامغانی علیہ الرحمہ قول خداوندی ﴿الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ﴾ (پارہ:13، سورۃ الرعد، آیت نمبر:28) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلے قلوب، بالترتیب معرفت جلال کبریاء سے نرم، معرفت رحمت رحم سے خوش، معرفت حفاظت وکفائت خداوندی سے پرسکون اور معرفت لطف وکرم کریم سے مانوس ہوتے ہیں، تب کہیں جا کر حجاب اٹھتے ہیں۔ (کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 110)

(6) حضرت سیدنا امام الطریقت سہل بن عبداللہ تستری نے فرمایا کہ اللہ کی سب سے بڑی دین یہ ہے کہ جس قلب کو اپنے ذکر سے سرفراز فرمادے اور سب سے عظیم معصیت خدا کو فراموش کردینا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 189)

(7) حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمہ فرماتی ہیں کہ جب تک قلب (دل) بیدار نہیں ہوتا، اس وقت تک کسی عضو سے بھی خداعزوجل کی راہ نہیں ملتی اور بیداری قلب کے بعد اعضاء کی حاجت ختم ہوجاتی ہے، کیوں کہ قلب بیدار ہی ہے جو حق کے اندر اس طرح ضم ہوجائے کہ پھر اعضاء کی حاجت ہی باقی نہ رہے اور یہی فنا فی اللہ کی منزل ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 54)

(8) حضرت سیدنا امام العاقین ابوبکر کتانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں چالیس سال قلب کی اس طرح نگرانی کی ہے کہ یاد الٰہی کے سوا اس میں کسی اور کو جگہ نہی دی حتیٰ کہ میرے قلب (دل) نے خداعزوجل کے سوا ہر شے کو فراموش کردیا تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 298)

(9) مقبول یزدانی حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: غیرت دو طرح کی ہوتی ہے۔ (1) غیرت بشریہ، (2) غیرت الٰہیہ۔ مزید فرماتے ہیں کہ غیرت بشریہ وہ غیرت ہے جو

اشخاص پر کی جاتی ہے، اور غیرت الٰہیہ یہ ہے کہ بندہ دل کو ماسوا سے بالکل خالی کردے۔
(کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 370)

(10) حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تیرا قلب (دل) ایک لمحے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہے، یہی ورع ہے۔ (کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 82)

(11) حضرت امام المشائخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب قلب مؤمن کو اللہ تعالیٰ دولتِ سکون سے نواز دیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ قرار پکڑ لیتا ہے تو قلب مؤمن قوی ہوجاتا ہے اور جملہ اشیاء اس سے مانوس ہوجاتی ہیں۔ (کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 110)

(12) حضرت شیخ المشائخ سلیمان درانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ خواہشات دنیا پر وہی شخص غضب ناک ہوتا ہے جس کا قلب (دل) منور ہو کیونکہ وہی نور دنیا سے جدا کر کے آخرت کی جانب متوجہ کردیتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 172)

(13) حضرت شیخ العارفین منصور عمار فرماتے ہیں کہ عارفین کا قلب ذکر الٰہی کا مرکز ہے اور دنیا والوں کا حرص وطمع کا مخزن۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 229)

(14) حضرت شیخ طریقت ابوالحسین بن حبان الجمال علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے درجات اور دل سے ذکر کرنے سے منازل قرب حاصل ہوتے ہیں۔ (طبقات امام شعرانی، صفحہ 244)

(15) حضرت امام السالکین خواجہ عبیداللہ احرار فرماتے ہیں کہ زندگی سے فائدہ اس شخص کو ہے کہ جس کا دل دنیا سے سرد ہوگیا ہو اور خدا عزوجل کے ذکر سے گرم ہو اس کے دل کی حرارت اس کو نہیں چھوڑتی کہ دنیا کی محبت اس کے دل کے گرد پھر سکے۔ اس کا حال یہاں تک ہوجاتا ہے کہ اس کا اندیشہ وفکر رب تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ (نفحات الانس، صفحہ 440)

(16) حضرت محی الدین ابوالعباس سید احمد کبیر رفاعی الحسنی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وقت اور قلب کی حفاظت کرو، اپنے قلوب اور اوقات کی نگہداشت کرو، کیونکہ تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی یہی دو چیزیں ہیں، وقت اور قلب۔

اگر تم نے وقت کو فضول ضائع کیا، اور دل کی جمعیت کو برباد کر دیا تو تم فوائد سے محروم رہ گئے، خوب سمجھ لو کہ گناہ دل کو اندھا اور سیاہ کر دیتے ہیں، اس کو بیمار اور خراب کر دیتے ہیں، تورات میں لکھا ہے کہ ہر مؤمن کے دل میں ایک نوحہ کرنے والا رہتا ہے جو اس کی حالت پر نالہ وفریاد کر رہتا ہے اور منافق کے دل میں ایک گانے والا رہتا ہے جو ہر وقت گانا بجاتا رہتا ہے۔ (البیان الحشید ترجمہ البرہان المؤید، صفحہ 120، مطبوعہ: ادارہ اسلامیات، لاہور)

(17) حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دل مردہ بھی ہوتا ہے اور زندہ بھی۔ کلام اللہ میں ہے یعنی دنیاوی مشاغل کی کثرت سے دل مرجاتا ہے، پس اسے ذکر اللہ سے زندہ کرو..... الہٰذا ذکر حق (ذکر اللہ)، حق ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے وہ خذلان اور بطلان ہے ضروری ہے کہ حق کے سوا کچھ نہ سنے، کیونکہ سننا زندوں کا کام ہے نہ کہ مردوں کا جس وقت انسان کے دل سے دنیاوی تعلق دور ہوجاتا ہے اور ہوائے نفسانی اس سے دور ہوجاتی ہے اس وقت وہ ذاکر بنتا ہے ایسا دل نورِ ذکر سے زندہ ہوتا ہے۔

(ہشت بہشت، صفحہ 214 تا 215)

(18) حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوث اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر دل سے کرے وہ حقیقی ذاکر ہے اور جو اس کا ذکر قلب سے نہ کرے وہ اس کا ذکر کرنے والا ہی نہیں، زبان دل کی غلام اور اس کی تابع ہے۔ (الفتح الربانی، صفحہ 251)

(19) حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوث اعظم علیہ الرحمہ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ قلب کو توحید والا، ایمان والا مخلص، متقی، پرہیزگار اور یقین والا فرمایا ہے، قلب بھی عارف کامل ہے، جسم کا امین ہے، باقی سب اس کے لشکر ہیں اور تابعدار ہیں، دل کی زمین کھودو تو حکمت کا پانی پھوٹ پڑتا ہے، اخلاص مجاہدہ اور نیک اعمال کی بنیاد ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا عرش اور خود ربّ تعالیٰ بندہ مؤمن کے دل میں سما جاتا ہے، جب کہ عرش و فرش میں اس کا سمانا ممکن نہیں۔ (حضور قلب، صفحہ 24، مطبوعہ: جنگ پبلشرز، لاہور)

(20) حضرت شیخ الشیوخ داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ معرفت حیات

دل کا نام ہے۔ (ذکر حقیقی، صفحہ 5)

(21) حضرت شیخ المحدثین امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب دل ذکر الٰہی کرتا ہے شفایاب ہو جاتا ہے، جب ذکر سے غافل ہو بیمار ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

(22) حضرت شیخ الشیوخ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ذکر قلبی بھی آقائے دو جہاں ﷺ سے مروی ہے جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بعثت سے پہلے ذکر قلبی میں مشغول رہتے تھے۔ (مکتوبات معصومیہ، جلد 2، صفحہ 59)

(23) حضرت امام العارفین سلطان العارفین سلطان باھو علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ذکر قلب کرنے والے کو 72 ہزار ظاہری قرآن کا ثواب بھی ملے گا پھر فرماتے ہیں کہ کیسے ملے گا...؟ فرماتے ہیں کہ یہ تیرے مسام ہیں یہ 72 ہزار ہیں، دل ایک دفعہ اللہ کہے گا یہ 72 ہزار آوازیں یہاں سے بھی نکلیں گی، دیکھ ایک ایک گھنٹہ میں 6 ہزار دفعہ اللہ کرتا ہے اور چوبیس گھنٹوں میں سوا لاکھ سے بھی بڑھ جاتا ہے، اور فرماتے ہیں کہ جو لوگ اسم اللہ کا ورد زبانی کرتے ہیں لیکن اسم اللہ کا کنبہ نہیں جانتے وہ معرفت سے محروم رہتے ہیں۔ (کاروان مجددیہ، صفحہ 19)

(24) حضرت سید عبدالوہاب عالم شاہ بخاری اُچی قدس سرہ کے حوالے سے نور احمد خوب نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بابا کے حضور عرض کیا کہ ہمارے ہندو بیان کرتے ہیں کہ پرانے شاستروں میں لکھا ہے کہ رام لکشمن جی اور سیتا ماتا نے (ہنگول) بلوچستان جاتے وقت دن کو گزری (Gizri) کی پہاڑیوں میں قیام کیا تھا اور رات کو اس میدان (بسرام) میں قیام کیا تھا۔ جب صبح ان کو پانی کی ضرورت ہوئی تو رام لکشمن جی نے اپنی شکتی سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا تھا اور یہاں سے (ہنگول) بلوچستان کو روانہ ہوئے، اس لیے ہم ہندو یاتری یہاں آتے اور پوجا کرتے ہیں اور اس چشمے کے پانی کو پوتر (پاک) مانتے ہیں۔

اس پر حضرت بابا علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: یہ سب رام لکشمن جی کی شکتی (طاقت) نہیں تھی یہ شکتی حق تعالیٰ کی شکتی تھی وہی انسان کو کھانے، پینے، چلنے، پھرنے کی شکتی عطا کرتا ہے۔

میں نے حضرت بابا کے حضور عرض کی کہ اگر آپ کے رام (حق تعالیٰ) میں شکتی (طاقت)

Madaarimedia.Com

ہے تو آپ بھی اپنے لیے پانی زمین سے جاری کرلیں، وگرنہ ہمارے ہندو لوگ آپ کو یہاں قیام کرنے نہیں دیں گے۔ اس پر آپ علیہ الرحمہ نے جلال میں آکر فرمایا کہ: ﴿وھو علی کل شیءٍ قدیر﴾ ترجمہ: اللہ ہر شے پر قادر ہے)۔ وہ ہی رزاق ہے، وہ اپنے بندوں کی ضروریات پوری کرنے والا ہے۔ یہ فرما کے آپ علیہ الرحمہ نے اپنے علم (جھنڈے) کو بہت زور سے بہ آواز بلند یہ کلمۂ شریف (لاالہ الاانت یامغیث اغثنی یااللہ) تلاوت کرتے ہوئے زمین پر مارا کہ یک بہ یک چشم زدن میں پانی جاری ہوگیا۔ اس وقت آپ کا چہرۂ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا۔ بابا نے میری طرف دیکھ کر فرمایا (بسم اللہ الرحمن الرحیم حق سبحان الخالق قاضی الحاجات ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بے حد مہربان، نہایت رحم والا ہے، پاک ہے وہ ذات حق تعالیٰ کی، پیدا کرنے والا، حاجتوں کا پورا کرنے والا۔) فرمایا: یہ سب حق تعالیٰ کی عطا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کا حق ہے۔ حضرت بابا علیہ الرحمہ کی یہ فیاضی اور کرامت دیکھ کر مجھے اپنے دھرم (مذہب) سے بیزاری ہوئی اور میں بے خودی کے عالم میں بابا کے قدم بوس ہوا تو میری زبان سے بے ساختہ کلمۂ طیبہ (لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ) جاری ہوگیا۔ میں نے سچے دل سے دین اسلام قبول کرلیا۔ پھر بابا نے مجھے اس چشمے کے پانی سے اشنان (غسل) کروایا اور بیعت توبہ پڑھوا کر داخل اسلام کیا۔ میرا اسلامی نام ''نور احمد'' رکھا اور بابا اکثر پیار سے ''خوب'' کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔

اس کے بعد حضرت بابا نے مجھے واپس رام بسرام باغ جانے کا حکم فرمایا۔ میں خوشی خوشی لکڑیاں لے کر اپنے والد کے پاس پہنچا۔ اُس وقت سے میرے دل میں کلمۂ شریف کا ذکر جاری تھا، سو میں نے اپنے والد کو اپنا اور بابا کا سارا حال بیان کیا۔ اِس پر میرے والد نے کسی غصے کا اظہار نہیں کیا۔ رات پھر میرے دل سے کلمۂ شریف کا ذکر جاری تھا۔ اِس ذکر کی آواز میرے والد نے بھی سنی تو حیران ہوگئے۔ بس صبح ہوتے ہی مجھے ساتھ لے کر فرمایا کہ مجھے بھی بابا کے پاس لے چلو۔ جب میرے والد اور میں چلے تو کچھ ہندو یاتریوں نے کہا کہ

پنڈت جی صبح ہی بغیر پوجا کے کس طرف چلے، خیر تو ہے؟ میرے والد نے جواب دیا کہ سب خیر ہے اور بابا کی طرف چل دیے۔ جس وقت ہم (باپ بیٹا) حضرت بابا کے حضور حاضر ہوئے تو اس وقت آپ علیہ الرحمہ قرآن پاک کی یہ آیات ﴿یاایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی﴾ تلاوت فرمارہے تھے کہ آپ علیہ الرحمہ کی چشم کرم ہماری جانب پڑی تو میں نے آپ علیہ الرحمہ کی قدم بوسی کی پھر آپ نے میرے والد سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ ''پنڈت جی جس جستجو میں تم نے عمر بسر کی ہے، اس کا وقت آگیا ہے۔ لو غور سے میری صورت کو دیکھو، تم کو رام لکشمن جی کا درشن (دیدار) ہوگا۔ میرے والد نے آپ علیہ الرحمہ کے چہرۂ مبارک کو غور سے دیکھا ہی تھا کہ بے ہوش ہوگئے، حضرت بابا نے اپنا دستِ مبارک والد کی پشت پر مارا تو وہ ہوش میں آئے اور آپ علیہ الرحمہ کے قدم بوس ہوکر بہ آوازِ بلند کلمۂ شریف پڑھ لیا اور اپنے جسم سے سب مالائیں اور تاگے وغیرہ توڑ ڈالے۔ حضرت بابا نے فرمایا کہ پنڈت جی تم اندھیرے میں تھے۔ ﴿سبحان اللہ الخالق النور المصور﴾ ترجمہ: پاک ہے اللہ پیدا کرنے والا صورت نور کی بنانے والا۔ (حضرت عالم شاہ بخاری، صفحہ 16، مکتبہ علمیہ، کراچی)

(25) حضرت شیخ الشیوخ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ دل لوح محفوظ ہے تو جو چاہے گا اس سے ملے گا اور جو دیکھنا چاہو گے دل میں نظر آئے گا۔ (کاروان مجددیہ، صفحہ 24)

(26) مفسر قرآن شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ قلب (دل) سے اللہ اللہ کرے گا، تجھے ساڑھے تین کروڑ اللہ اللہ کرنے کا ثواب ملے گا، پھر فرماتے ہیں کیسے ملے گا تیرے جسم کے اندر ساڑھے تین کروڑ نسیں ہیں، دل نے ایک دفعہ اللہ اللہ کی، ساڑھے تین کروڑ نسیں حرکت میں آگئیں۔ (کاروان مجددیہ، صفحہ 24)

(29) حضرت صوفی باصفاء مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک ذکر لسانی (زبان) جس میں آگاہی قلب کی ضرورت نہیں، اور یہ بات تو اعتبار سے ساقط اور اقسام غفلت میں داخل ہے۔ دوسرے ذکر قلبی ہے یعنی جس میں زبان نہ ہلے، اصطلاح صوفیہ

میں اسے ذکر خفی کہتے ہیں۔ (مکتوب، نمبر 11، صفحہ 85)

(30) حضرت عالی قدوۃ الاولیاء مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ ظاہر میں شریعت کی پابندی اور باطن میں ذکر طریقہ میں مشغول رہیں، کیونکہ دونوں جہاں کی فلاح کا انحصار اسی کام پر ہے، اور یہ بھی چاہیے کہ ذکر قلبی کے پابند رہیں، اور شریعت کا التزام کریں، مشائخ کی محبت اور شغل باطن کو واجب جانیں، نااہل لوگ اور نامناسب کاموں سے احتراز لازمی سمجھیں اور علماء و اہل دین شرع کی خدمت کو غنیمت سمجھیں۔ (مکتوب، نمبر 37، صفحہ 145)

(31) حضرت شیخ المشائخ عبدالقادر عیسیٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ آیات و احادیث جن میں ذکر کی رغبت دی گئی ہے وہ عام ہیں، ان میں کسی معین ذکر کی تخصیص نہیں کی گئی، اس لیے ان کی تعمیم میں اسم ذات (اللہ) کا ذکر بھی داخل ہوگا۔ بعض کم فہم اعتراض کرتے ہیں کہ صرف "لفظ اللہ عزوجل" کے ساتھ ذکر کرنا درست نہیں، ان کے پاس اپنی اس رائے کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں، جبکہ قرآن و حدیث میں اسم ذات "اللہ" کے ذکر کا جواز موجود ہے..... جمہور علماء نے بھی تصریح کی ہے کہ اسم ذات "اللہ عزوجل" کا ذکر کرنا جائز ہے۔

(تصوف کے حقائق، صفحہ 120)

(32) حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری علیہ الرحمہ کے حالات میں ہے کہ ایک وقت بھی اللہ عزوجل کا لفظ زبان سے نکلا تو زبان کا ذکر ہوا، دل سے ایک مرتبہ اللہ کو یاد کیا تو تین کروڑ پچاس لاکھ مرتبہ زبان کے برابر ہوگا یہ دل کا ذکر ہے سارے جسم کی رگیں تین کروڑ پچاس لاکھ ہیں، دل سے یہ ساری لگی ہوئی ہیں، ایک دفعہ دل سے اللہ عزوجل کا نام لیا تو ساری رگیں بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیتی ہیں۔ (تاریخ مشائخ نقشبند، صفحہ 518)

(33) حضرت شیخ المشائخ پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی فرماتے ہیں کہ ہاتھوں سے کام کرو، پاؤں سے چلو، اور آنکھوں سے دیکھو، مگر دل کو ذکر اللہ میں مشغول رکھو۔ (صوفیائے نقشبند، صفحہ 300)

ذکر قلب اور فقہاء کرام کے نظریات:

(1) محدث کبیر حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں فرمایا ہے تخفی نہ

رہے کہ قلب کی غفلت کے ساتھ زبان سے نیت کرنا غیر معتبر ہے، اور "در مختار" میں ہے کہ نیت کے لیے معتبر عمل قلب ہے جو ارادہ کے لیے لازم ہے ذکر بالسان کا کوئی اعتبار نہیں اگر چہ وہ قلب کے خلاف ہو۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر: 187، جلد 1، حاشیہ)

(2) اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اس آیت مقدسہ ﴿الا لہ الخلق والامر﴾ (سورۃ الاعراف، آیت نمبر: 54) کے تحت لکھا کہ عالم دو ہیں، عالم امر اور عالم خلق، عالم خلق وہ چیزیں ہیں جو مادہ سے پیدا ہوتیں ہیں، جیسے انسان، حیوان، نباتات، جمادات، زمین و آسمان وغیرہ کہ نطفہ و تخم عناصر سے بنے اور عالم امر وہ جو صرف امر کن سے بنا نیز لکھتے ہیں اور سر و خفی و روح و قلب لطائف، حضرات نقشبندیہ (علیہم الرحمہ) سے ہیں، جن میں تجلیات حق کے رنگا رنگ ذوق کا ادراک کا کارعیاں ہے نہ کار بیان۔

ذوق ایں مے نشاسی بخدا تا نچشی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم تو اس شراب کا مزہ نہیں پہچان سکتا جب تک اسے چکھ نہ لے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 26، صفحہ 600)

ذکر قلب سے متعلق اکثر حوالہ جات راقم الحروف نے علم روحانیت پر مشتمل کتاب تجلیات صوفیاء سے ماٴخوذ کیے ہیں۔

(مصنف) اے طالب خوف بجھ کہ وقت راہ چلنے کے ہر ایک کام اپنا علیحدہ کرتے ہیں. یعنی چلتے وقت قدم کا پہلے پڑنا کام روح طبعی کا ہے۔ اور روح حیوانی کہ مقام اس کا دل ہے فکر خانہ داری و کاروباری خواہ دینی و دنیاوی رکھتی ہے وہ راہ میں نہیں رہتی، بلکہ ایک ملک سے دوسرے ملک کو نکل جاتی ہے۔ اور روح نفسانی کہ مقام اس کا مغز سر ہے پاؤں میں کانٹے گڑنے لکڑی و پتھر و آگ و پانی وغیرہ ہر طرح کے آسیب نگاہ رکھتی ہے اسی طرح بطرح جس کام میں کہ ہاتھ پاؤں ہلنے میں وہی کام روح طبعی کا ہے، جان اور تجویز و فکر اس کام کی جو دل میں آتی ہے وہ کام روح حیوانی کا ہے، سمجھ لے اور آنکھ کے دیکھنے سے جو کام ہووے وہ فعل روح نفسانی کا ہے یہ سیر بیان تلاوہ الوجود ہے جس وقت کہ رہبر یعنی کہ مرشد حال پر طالب کے مہربان ہوتا ہے اس وقت ان مقامات سے طالب کو آگاہ کرتا ہے، بلکہ مہر

کی نظر سے یا دل کی آنکھ سے طالب کو یہ سب دکھلاتی دیتا ہے بعدازاں طالب محقق کو اس میں محو ہو جاتا ہے اور دیکھتا ہے جیسے کہ لوگ قرآن مجید کو مطالعہ کرتے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انتہا تک ختم کر ڈالتے ہیں ویسے ہی طالب صادق منزل بمنزل پہنچ جاتا ہے لاکن (لیکن) مرشد کامل چاہئے تب ان مقامات سے طالب کو آگاہ کرے اور پتہ دے تاکہ اس مرتبہ اور مراد کو پہنچ جاوے جیسے کہ لکھا ہے یہ سب باتیں نظر دل وبد سے دکھلائی دیتے ہیں والا نہ سب مشائخ وبزرگ ان میں سے صرف ایک ہی مقام حاصل کرتے ہیں۔ کوئی روح طبعی اور کوئی روح حیوانی اور کوئی روح نفسانی وغیرہ اور انفاس چار یعنی نفس امارہ اور نفس لوامہ اور نفس مطمنہ اور نفس ملہمہ وغیرہ کا اگر کوئی اُن سے سوال کرتا ہے، موافق اپنی سمجھ کے نشان دیتے ہیں۔ اور اگر ان کے حاصل سے مختلف سوال ہو، تب اس کا کچھ نشان نہیں دے سکتے ہیں، بلکہ آگاہی کر دیتے ہیں۔ اس راہ میں طالب صادق کو چاہئے کہ رہبر کی تلاش کرے اسی واسطے حدیث قدسی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وجعلنا شیخ الکامل نافع الانسان کما جعلنا النبی یعنی طلب کرنا استاد ومرشد یعنی رہبر کا فرض عین ہے، البتہ جستجو ہے تو مرشد کامل ملے، تاکہ نفع انسانیت کا بخشے یہی لازم امر ہے۔ بیت۔

آدمی را آدمیت لازم است عودرا گربونہ باشد ہیزم است

جان لے، پہچان لے، کیونکہ کوئی شہر یا قصبہ ودیہات بغیر مردان خدا کے نہیں رہتا ہے، اور نہ رہے گا جو کوئی صاحب صادق تلاش کرے وہی اس رمز کا مزہ پاوے۔ بیت۔

جو ڈھونڈے گم شدہ کے کوئی جاوے کرے گم آپ کو پھر اس کو پاوے

اے طالب البتہ ملے گا برکت سے ان کی اور فیض صحبت سے مراد حاصل ہو جائے گی۔ معلوم ہوا کہ سب ذکروں سے ایک ذکر خفی ہے کہ رہبر کامل فرماتا ہے اور حدیث اس پر ہے کہ افضل العبادۃ من ذکر الخفی۔ اس ذکر کی برکت سے روح طبعی کہ جگر اور ناف سے تعلق رکھتی ہے صادق اپنے نفسوں پر قابض رہنے پر بندہ خدا وامت محمدی ﷺ اس ہی مقام پر خلاصی پاتے ہیں، پھر جہاں جائے، وہاں پہنچ جائے، علامت اس کی یہ ہے کہ سب عضو عضو سے لفظ اللہ اللہ سنائی دیتا ہے۔ سر سے لے کر پاؤں کے انگوٹھے تک وردئیں

روئیں وہاں ہاں ذکر اللہ میں رہتے ہیں۔ اس بات پر کسی سائل کا سوال ہے۔

رباعی ترجمہ:

کہے کون کہ عاشق بے نماز ہے — وجود عاشقاں خود سب نماز ہے
نماز زاہداں سجدہ سجود ہے — نماز عاشقاں ترک وجود ہے

....

((محشی))

حدیث19: ((وجعلنا شیخ الکامل نافع الانسان کما جعلنا النبی))

((محشی)) راقم الحروف نے مذکورہ حدیث کی تخریج کے حوالے سے کافی جستجو کی، لیکن حتیٰ المقدور جستجو کے باوجود عاجز کو مذکورہ حدیث شریف ان الفاظ ((اَلشَّیْخُ فِیْ اَھْلِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ)) (الفردوس، حدیث نمبر:3666، جلد2، صفحہ 373) کے ساتھ مل گئی۔

حدیث20: ((افضل العبادۃ من ذکر الخفی))

((محشی)) راقم الحروف نے مذکورہ حدیث کی تخریج کے حوالے سے کافی جستجو کی، لیکن حتیٰ المقدور جستجو کے باوجود عاجز کو مذکورہ حدیث شریف ان الفاظ ((افضل ذکر الخفی)) کے ساتھ مل گئی۔ ترجمہ: خفی طور پر ذکر کرنا سب سے بہتر ذکر ہوتا۔

(اللمع فی تاریخ التصوف، باب 20، صفحہ 108)

لطائف اور صوفیاء کرام کے نظریات:

(1) حضرت شیخ المشائخ سید محمد راشد الملقب بہ پیر سائیں روزہ دھنی علیہ الرحمہ کے حوالے سے حضرت خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ جب میں حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر تلقین سے مشرف ہوا تو میں ذکر کرتے ہوئے ''ذکر سلطانی'' میں مشغول ہو گیا اور یہ ذکر سارے جسم میں جاری ہو گیا، پھر حضرت والا نے فرمایا کہ ''دل تصور سے زیادہ مشغول ہو''۔ آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے دل سے توجہ رکھی تو اس سے بڑی جمعیت حاصل ہوئی اور ذکر بھی تمام جسم پر غالب آ گیا۔ پھر آپ نے ''ذکر لطائف ستہ'' بتایا اور فرمایا کہ نفسی لطیفہ ناف سے دو انگل نیچے ہے اور لطیفہ قلبی کا مقام بائیں پستان سے نیچے ہے اور لطیفہ روحی

دائیں پستان سے نیچے، سِرّ کا لطیفہ سینے کے درمیان میں ہے۔ لطیفہ خفی پیشانی میں اور لطیفہ اخفیٰ دماغ میں ہے..... میں نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کی: یا حضرت! اس فکر کے تصور میں بڑے ذوق کا حصہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو کچھ سامنے ہے وہ سب (نور علیٰ نور) ہے۔ پھر تمام لطائف سے بڑے عجائب نظر آئے اور وہ سب اتنے کشادہ دکھائی دینے لگے کہ آسمان و زمین کی وسعت سے بھی زیادہ اور رنگ بھی (جس سے سالکانِ طریقت واقف ہیں) دیکھنے میں آگئے۔

(مخزن فیضان، صفحہ 71 تا 72، مطبوعہ: جمعیت علمائے سکندریہ، خیر پور، سندھ، ماخوذ ماہنامہ معارف رضا، صفحہ 29، جولائی، 2007ء)

(2) امام السالکین سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے: بے شک آدمی کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے، جو فواد میں ہے، فواد قلب میں ہے، قلب روح میں ہے، روح سِرّ میں ہے، سِرّ خفی میں ہے اور خفی انا میں ہے۔ جب کوئی فقیر فنا فی اللہ ہو کر مقامِ انا میں پہنچ جاتا ہے تو اُس پر حالتِ سکر وارد ہو جاتی ہے اور اُس کے وجود سے تین طرح کے انوارِ توحید جلوگر ہوتے ہیں، اُس کی پیشانی نورِ توحید سے جگمگا اُٹھتی ہے، اُس کی آنکھیں انوارِ توحید سے منور ہو جاتی ہیں اور اُس کا دل انوارِ توحید سے روشن ہو جاتا ہے۔ اگر وہ ان تینوں اندام سے عبادت میں مشغول رہے، تو صاحبِ معرفت رہتا ہے، ورنہ سلب ہو جاتا ہے اس لئے اُس کی پیشانی سجدہ سجود میں معروف رہتی ہے، اُس کی نظر شریعت پر مرکوز رہتی ہے اور اُس کا دل اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تصدیق سے پُر رہتا ہے۔

(عین الفقر، باب اوّل، صفحہ 81، مطبوعہ: العارفین پبلی کیشنز، لاہور)

(2) حضرت محی الدین ابو العباس سید احمد کبیر رفاعی الحسنی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ صوفیاء کرام علیہم الرحمہ کو کشف سے معلوم ہوا ہے کہ انسان کے اندر چھ (6) لطائف زبردست ہیں، نفس، قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ۔ ان میں سے بعض لطائف کی طاقت اتنی زبردست ہے کہ فرشتے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور لطیفہ نفس جو سب سے گھٹیا ہے اس کی بھی

طاقت اتنی زبردست ہے کہ حیوانات اور جنات میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، مگر انسان بے خبر ہے اور ان طاقتوں کی پرورش نہیں کرتا۔ (البیان المشید ترجمہ البرہان المؤید، صفحہ 97)

(3) حضرت شیخ الشیوخ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے فرمایا: حمد وصلوٰۃ کے بعد آپ جان لیں کہ آدمی میں دس (10) لطائف سے مرکب ہے۔ پانچ لطائف عالم خالق (نفس، آگ، ہوا، پانی، مٹی) سے اور پانچ عالم امر سے ہیں (قلب، روح، سر، خفی، اخفی) ان لطائف میں سے ایک نفس ہے اور نفس عالم خلق سے شمار کیا گیا ہے اور لطیفہ روح عالم امر سے پس یہ دونوں لطائف مختلف ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ تمام لطائف کی طرح جدا معاملہ ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ ایک مکتوب میں عارف باللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عارف باللہ کی جامعیت کو سمجھنا چاہیے کہ تمام افراد عالم اس کے مقابلہ میں حقیر جز کا حکم بھی نہیں رکھتے، قطرہ کو دریا کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے اور ان افراد عالم کو اس عارف خدا کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں، کیونکہ اوصاف کو ذات کے ساتھ لاشی اور مستہلک ہونے کی نسبت ہے۔ ذکر کرنے کے وقت گویا وہ کئی ہزار زبانوں کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔ (عارف قلب، روح، سر، خفی، اخفی، نفسی، بدن کا بال بال زبان کے حکم میں داخل ہو جاتا ہے اور ذکر کرتا ہے) ہر ایک اسم اپنی زبان کے ساتھ ذاکر ہے، اور عارف ان سب کے کل کی جگہ ہے اور تحریمہ یعنی نیت نماز باندھنے کے وقت گویا کئی ہزار اشخاص تحریمہ باندھتے ہیں، اس کے بعد یہ سب اشخاص قرأت کرتے اور رکوع وسجود میں جاتے ہیں اور اس عالم امکان کے حقائق میں سے اکثر بھی عارف مذکور کے ساتھ ان امور میں شریک ہو جاتے ہیں۔

دوسرے لوگ ایک زبان کے ساتھ ذاکر ہیں اور وہ بھی چونکہ نفس امارکی انانیت سے پاک نہیں ہے اس لیے وہ ذکر انہی لوگوں کی طرف لوٹنے والا ہے اور بارگاہ قدس کے لائق نہیں اور یہ ،ارف چونکہ انانیت سے رہائی حاصل کر چکا ہے اس لیے ہزاروں زبان کے ساتھ ذاکر ہے اور کسی میں بھی خود درمیان میں نہیں ہے۔ ظاہر بین عوام ان دونوں کو ذاکر وعابد جانتے ہیں اور فرق کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں بلکہ عارف کو کامل حضور (یکسوئی)

مل گیا ہے، پس عارف مذکور غفلت میں بھی حضور (یکسوئی) کے ساتھ ہے اور دوسرے لوگ عین حضور میں بھی غافل اور دور ہیں۔ (مکتوبات معصومیہ، مکتوب نمبر:203، صفحہ 290)

(4) مفتی فیض اللہ آزاد (دیوبندی) لکھتے ہیں کہ صفائی باطن کا دوسرا طریقہ ہے دل کو وساوس وخطرات سے خالی کر کے فیض ربانی اور رحمت الٰہی کا انتظار کرنا مراقبہ کہلاتا ہے... بلکہ طالب حق کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی مجاز سلسلہ شیخ کے ہاتھ پر بیعت کر کے طریقہ اخذ کرے اور جس طرح اس کا شیخ اس کو سلسلہ عالیہ کے اسباق کی تعلیم دیتا رہے اس کے مطابق عمل کرتا رہے اور اپنے احوال اپنے شیخ کی خدمت میں پیش کرتا رہے تاکہ شر نفس اور شر شیطان سے محفوظ رہے۔

اس کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ وہ اسباق یہ ہیں: لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سرّ، لطیفہ خفی، لطیفہ اخفی۔ (ماہنامہ الفیض، صفحہ 6تا9، مارچ، 2008ء)

لطائف سے متعلق اکثر حوالہ جات راقم الحروف نے علم روحانیت پر مشتمل کتاب تجلیات صوفیاء سے ماخوذ کیے ہیں۔

(مصنف) اے طالب ابتدا روح مذکور مقام ہوا میں ورزش سے آتی ہے اس وقت بندہ اپنے کو نیند میں ایسا دیکھتا ہے کہ ہوا پر سوار ہو کر اُڑا جاتا ہے اور پاؤں زمین پر نہیں ٹھہرتا وہاں سے روح مقام آتش میں آتی ہے وہاں اندھیرا دکھلائی دیتا ہے خفا ہو کر فی الفور وہاں سے نکلتی ہے کہ وہاں ایک لحہ رہ نہیں سکتی وہاں سے پانی کے مقام پر آتی ہے اور وہاں پر صورت اصلی اپنی دکھلائی دیتی ہے کہ وجود خاکی وہی ہے کہ اس مقام پر ہمیشہ رہتا ہے بعدہ اس کے دل کے نزدیک پہنچتی ہے اور پھر مغز میں اس وقت نزدیکی خدا حاصل ہوتی ہے اس کو نزدیکی خدا یعنی وصال کہتے ہیں اُس ہی جگہ پر کہا ہے۔ فرد

مردانِ خدا خدا نباشند — لیکن زخدا جُدا نباشند
مردانِ خدا خدا نہیں ہیں — ولیکن حق سے جدا نہیں ہیں

اے طالب! جو شخص اس شغل میں کامل ہوا وہی اولیائے عظیم ہوا۔ اس واسطے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اپنے ملفوظات میں جو شخص اس مقام پر نہ پہنچا

ہوے وہ بے مراد ہے اس کو صدق نہیں۔ مرید ویا فقیر یا طالب نہیں بنانا چاہئے صرف رسم ادائی کرنا بیکار ہے۔ بیت۔

درمیان عاشق و معشوق جو ایک رمز ہے ہیں کراما کاتبیں بھی اُس سے بالکل بے خبر

اے طالب صادق برکت سے اس ذکر کے جو فرمائے ہوئے ہادی رہبر سے پردہ کھل جاتا ہے اس وقت اسم اللہ نظر آتا ہے اور دل روشن ہوجاتا ہے تب طالب واصل حق ہوجاتا ہے۔ جب ساتوں زمین اور آسمان سے یہ آواز آتی ہے۔ وصل الحبیب الی الحبیب۔ بیت۔

جو قطرہ کہ دریا میں ملکر کھو جائے کب اُس کو جدا دیکھ سکیں دریائے

اے طالب اس شغل سے آدمی صاحب کمال معلوم ہوتا ہے اور خود بھی محو و صاحب مقام ہوجاتا ہے اور درجہ صاحب کمال کا صاحب حال سے دوسرا ہے اور یہ کسب کہ صرف خواجگان چشت وہم نام اہل قادر یہ طریق شامل ہے اس گروہ میں گانا سننا ہو سکے تو بہتر و برتر ہے چونکہ تصوف تعریف یعنی ثنا دوست کی کرنا ہے اور نہ ہو بھی تو خوشتر کے دوست سے شامل ہے اور گروہ صوفیائے کرام میں راگ کا سننا منع ہے اور وہ کامل سب پر قدرت رکھتا ہے۔ اور بحکم خدائے بے نیاز وکریم کارساز حاکم سب شغلوں پر ہے اور علامت اس کی یہ ہے کہ جس کی نظر اس پر پڑے وہ اس کا تابع دار ہو۔ گرمی شغل سے پردۂ مغز کھل جاتا ہے۔ بعدہ قطرۂ ترش مغز سے ٹپکتا ہے دل پر۔ واللہ بعدہ قطرۂ تلخ دل سے ٹپک کرتا ہے، پھر دل روشن ہوجاتا ہے، جب عین ہوجاتا ہے، جب مغز سے آواز ھوھو کی نکلتی ہے اور یہی فضل رب ہے۔ اسی کو حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دیوان میں فرمایا ہے۔ شعر حافظ

کس ندانست کہ منزلگہ معشوق کجاست ایں ہست کہ بانگ جرسے می آید

ترجمہ: کسی نے بھی نہ جانا یار کا گھر کس جگہ اور کہاں پر ہے۔ بجز اس کے کہ آواز جرس آتی ہے کانوں میں۔ جس وقت کہ آدمی کمال کو پہنچے اس وقت سردی وگرمی، مارنا، مرنا و جینا اور بھوک پیاس کچھ ہی نہیں رہتی، یہ تینوں روحیں مغز میں داخل ہوتی ہیں اور اس تن کو ایک طرفہ چھوڑ دیتی ہیں، وہ مغز میں سرایت کر جاتی ہیں اس سے کچھ بھی تصدیع نہیں ہوتی ہے قولہ تعالیٰ موتوا قبل انت موتو یعنی مرتو مرنے سے پہلے، اور سب عرش، کرسی، لوح وقلم اور جو

کچھ قدرت آفریدگار میں ہے سب کو اپنے میں دیکھتا ہوں اور آنکھیں سرخ بنی رہتی ہیں اور جو کچھ چاہتا ہے حکم خدا سے کرتا ہے جس وقت چاہے مرجاوے اور جس وقت چاہے جی اٹھے، یہ صفتیں صاحب مقام کو حاصل ہوتی ہیں اور یہ عاشق آواز کا ہے اس سے گانا دویا راگ کا ان کے لئے نفع اور فرض ہے یہ کسب چشت کا ہے، اس کو جس گیر کہتے ہیں اور خاندان مداریہ یعنی صوفیائے کرام میں گانا دیا راگ سننے سے خلل واقع ہوتا ہے اور یہی مقام حبس دم کہتے ہیں کہ یہ کسب سید احمد زندہ صوف سے ایجاد ہے۔ بیت ۔

آنکھ بند کر کان موند اور منہ کو س　　　　گر نہ دیکھے سر حق تب تو مجھ پہ ہنس

((محشی))

حدیث 21: ((موتوا قبل ان تموتوا))

ترجمہ: تم مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، جلد 15، صفحہ 100، مطبوعہ: مکتبہ الشاملہ، مصر)

(مصنف) اے طالب اوپر حال مروجی اشخاصوں کے۔ قطعہ ترجمہ:

اے دل تو کبھی مطیع سبحاں نہ ہوا　　　　اور کر کے برے کام پشیماں نہ ہوا

زاہد بھی ہوا شیخ بھی اور عاقل بھی　　　　یہ سب بھی ہوا دے مسلماں نہ ہوا

اے طالب! سن اور یاد رکھ دنیا جائے آزمائش ہے نہ کہ جائے آسائش، آدمی اُس دن کو یاد میں نہیں لاتا ہے کہ خدا سے جان وتن بطریق قرض حسنہ مانگ کر کے "الست بربکم" ندا کا جواب "قالو ابلیٰ" کا وعدہ کیا ہے کہ اس مدت میں تیرا قرض ہم ادا کرتے رہیں گے اور دنیا میں آلودہ نہ ہونگے وے لوگ اب یہاں دنیا میں آئے اور اس دنیا کے کاموں میں اور مال تماشہ میں فریفتہ ہو کر خدا کو اور اس کے وعدہ یعنی قرض حسنہ کو بھول گئے، اس راہ میں کوئی قرض دار خدا کا فرزندان آدم پر نہیں ہے۔ بغیر جان کے پہلے وعدہ سے قرض خواہ کو ادا کرنا چاہئے تھا اب اگر کوتہ اندیشی سے کوئی کام کرو گے تو بزرگی نہ رہے گی اور وعدہ خلافی پر ایسا رقیب خدا بھیجے گا کہ چھاتی پر بیٹھ کے جان لیویگا۔ اس وقت ہر چند واویلا د عاجزی وزاری کرو گے، کچھ حیلہ وعذر کام نہ آئے گا۔ بدعہدی اور بیوفائی کا گناہ عاید (عائد) ہوجائے گا۔

رقیب مذکور ایک لمحہ توقف نہ کرے گا۔ اس وقت عزت و آبرو نہ رہے گی۔ اے طالب مولا جاگ اٹھو پس تمہیں چاہئے کہ اب اطاعت اس کے حکم کی کرو اور اس طرح سے جان دو کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ فرد ترجمہ: ہر گز نہیں مرتا ہے وہ جو زندہ دل ہے عشق سے، دنیا کے دفتر میں لکھی ہوئی ہے اس کے لئے دائمی۔ اور جگہ پر کہا ہے۔ بیت ترجمہ:

تیری گلی میں عاشق جان دیتے ہیں اس ڈھب خود موت کا فرشتہ پاوے وہاں گزر کب

اے طالب اگر اس طور پر جان دے گا ہر گز نہیں مرے گا قولہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون منہا ر والی ھاد سمجھ اے بھائی جو چیز کہ بدن میں نہیں وہ بتفصیل کہنے میں آئیں اور یہ بیان تلاوت القرآن اگرچہ ضرور نہ تھا لیکن واسطے عام آدمی کے لئے مثال دی جاتی ہے اور یہ سب بھی قرآن شریف میں کہا جاتا ہے۔ علامت خاک غلاف جلد چمڑا و کاغذ سی یعنی دھاگا وغیرہ علامت باد قرآن سے رواں ہوتا ہے۔ اور زیر و زبر و پیش و مدو جزم تشدید و نقطہ و یرملون۔ علامت آتش مثل خواب و سستی، آیت و مطلق ور کوع و ربع و نصف و ثالث و تمام تیس (30) پارہ و علامت آب روشنائی و شنگرف و سفید و زنگار و آب طلا۔ آب نقرہ اور تین (3) چیزیں جو بدن میں ہیں روح، نور، ذات اس میں بھی جان اور ہر ساتوں کی سات سات علامت یہاں لکھی جاتی ہیں۔ سمجھ کہ روح طبعی قرآن میں حرف ہیں اور علامت اُس کی یہ ہے، اوّل سننا، دوسرا پڑھنا، اور تیسرا سکھانا، چوتھا دیکھنا، اور حرف حرف کے پانچواں اُس کا آداب بجالانا، چھٹا اس کو عزیز رکھنا، ساتواں اس کو اپنے پاس رکھنا، اور مثل روح حیوانی اس کے معنی میں سات علامت یہ ہیں۔ یاد رکھنا اور صحیح کرنا معنی کا۔ اور یقین لانا اور ظاہر کرنا۔ آدمیوں میں وعظ کرنا اور صدق دل پر باندھنا یعنی خدا کا ایک جاننا اور محمد ﷺ کو برحق سمجھنا، اور مثال روح نفسانی کے عمل کرنا اور شوق پیدا کرنا اور مرشد کامل ڈھونڈھنا اور حکم شریعت بجالانا اور راز طریقت پڑھنا اور حقیقت پر پہنچنا اور معرفت کا حاصل کرنا اور ڈوب جانا وحدت میں، اس طرح سے مرتبہ بمرتبہ منزل بمنزل طالب اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔ عاقل ہو تو جان لے، نادان اگر ہے صدق کامل نہیں رکھتا ہے۔ پانی میں ڈوب مر جا تیری انتہا یہی ہے۔ بیت ۔

جس دل میں عشق کی بنیاد نہ ہو گر خانہ خدا ہو تو آباد نہ ہو

تیری انتہا کا کھوج کر لے   موت نے آن گھیرا بوج کر لے

اے طالب! تلاوۃ الوجود کے مُحمل کو چاہیئے کہ صدق دل سے پڑھے تا کہ کچھ بزرگی و نفع
ں کا جانے۔ یہ خاک آب ہوا آتش اربعہ عناصر میں سے ہے اور روح طبعی کہ سوائے باطنی
ہ یہ سب دل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور آگ کا تعلق روح حیوانی سے ہے یعنی نور محمدی ﷺ
ے کہ دل میں گرمی رکھتا ہے وابستہ ملا ہو روح حیوانی سے ہے اور باقی روح نفسانی سے علاقہ
اثر رکھتا ہے کہ مقام مغز سر میں ہے اور وہ بھی سرد ہے۔ مٹی یعنی خاک باطنی نہیں ہے مگر ایک
ل خدا کے پہچاننے والوں کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور اگرچہ سب آدمیوں کے واہم میں
ر ہے اور خاک ظاہری اس ہی صورت کی شکل رکھتی ہے تینوں روحیں دل میں ایک ہی ہوتی
ں۔ معلوم کرنا چاہیئے ارواح طبعی ساتھ تمام تن کے واعضا محکوم دل کی ہے یعنی دل جس جگہ
ے لے جاوے (جائے) اور جہاں چاہے بٹھلا دے اور جو کام ہاتھ اور پاؤں سے تعلق
وہ ان سے لے لیتا ہے اور رنج وراحت آپڑے تو اس کا علاج دفع چاہتا ہے اور ارواح
ں بھی اس کے شامل ہیں جیسے کہ پیشانی وآنکھ۔ اور دل جو ایک جائے ہو جاتا ہے اگر دل
یں اور جا ہو تو پیشانی اور آنکھ سے کچھ ہی نہیں سوجھتا ہے اسی طرح کہنے اور سننے وغیرہ
کاموں میں سمجھنا چاہیئے جیسا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ سے جامع جمیع مراتب وقادر
موجودات پر ہیں ویسے ہی تن اور یہ دل ہے کیونکہ مقام محمدی ﷺ ہے اور مغز و دل ایک
ل تن میں اثر رکھتے ہیں کہ جس طرح اللہ محمد کل موجودات میں ہیں اور کلام مجید میں یہ
خبر دیتی ہے "اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر" اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس
ہے انا من نور اللّٰہ و کل شی من نوری اسی پر ہے۔

((محشی))

ال تعالیٰ: ﴿اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (پارہ:1، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:20)

حدیث22: ((انا من نور اللہ وکل شی من نوری))

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے بنایا اور پھر ہر چیز میرے نور سے بنائی۔

(رسول کریم کا مقام عظیم، صفحہ 29، مطبوعہ: مکتبہ علمیہ، کراچی)

(مصنف) اے طالب! اس مقدمہ سے ثابت ہوا لاکن روحوں کے بیان کرنے میں بہت سے اختلافات ہیں۔ کوئی کامل بزرگوں نے اپنی تصنیفات میں دو (2) روح علوی اور سفلی ثابت کر دیا ہے۔ اور کسی مؤلف نے تین (3) روحیں ثابت کیا ہے اور کوئی مشائخ نے چار (4) روحیں اور چار نفس اور چار وجود کا شمار بتلایا ہے اور ہر ایک صاحب کی تحریرات قلمی و یا مطبوعی سے جداگانہ ہی ثابت ہوتی ہیں۔ اس لئے مؤلف کتاب مجلس ہمقد ہم یعنی ستر ہویں شریف بسبب طوالت کے کے خوف سے اختصار کر کے تحریر کیا کیونکہ ہر ایک صاحب نے اپنی اپنی تحریرات کو صاف ہی بتایا ہے اگر ایک کتاب کے حوالے کو تحریر میں لاؤں تو کتاب ہجوم کی ہجوم ہو جاوے گی علیٰ ہذا القیاس پس سب راز وہی ہے اس میں شک نہیں ہے یعنی ہمہ اوست یہ معما لکھا گیا۔ سب سامعین پر واضح ہوگا۔ اگر چہ ایسا کسی نے دریافت نہیں کیا کہ یہی عین وصل ہے، حدیث قدسی "من عرف نفسه فقد عرف ربه" ترجمہ جس نے پہچانا اپنے نفسوں کو تحقیق اس نے پہچانا خدائے تعالیٰ کو۔

((محشی))

حدیث قدسی: ((من عرف نفسه فقد عرف ربه))

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچانا، اس نے اپنے رب عزوجل کو پہچان لیا۔

(المقاصد الحسنہ، حرف میم، جلد1، صفحہ 220، مطبوعہ: بیروت)

(مصنف) اے طالب! اکثر لوگ پڑھنے اور سننے سے ایسی حدیث اور آیات کے بدول رہبری عمل اپنے کو واصلان حق سے کہتے ہیں وہ نادانستہ سمجھ ہے، بلکہ ناخواندہ مشائخ بے تربیت خود پسند اور فقرائے ناقص غیر عمل خلق کو گمراہ کرتے ہیں اور انصاف و بندگی نہ کرے خدا سے باز رکھتے ہیں اور اپنی بزرگی و مصاحبت و خاندان جدّی حضرت غوث الاعظم و یا نسل

خواجگاں کی جد کا ثبوت دے کر خلاف عمل جتلاتے ہیں وے سب بے اصل ہیں بغیر عبادت وریاضت کے اور بعض عالم اور فاضلاں بے زہد وریاضت جاہل دہریہ مسرت ایسا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب ہماری قسمت ہے عبادت تو کیا کرتے ہیں مگر اسے خدائی تعالیٰ کو قبول کرنا دیا نہ کرنا دونوں برابر ہیں اور معما کہتے ہیں اس راہ میں کچھ خطرہ نہیں ہے اور کوئی ان جاہل فقیروں اور فاضلان جاہل سے تکرار نہیں کرتا۔ بیت ترجمہ:

جس کو خواہش ہے سہاگن بننے کی　　اس ہی کو لگن لگی پیو کے ملنے کی

بیت:

طلازم رہ درود پاک کا ہر آن ہر ساعت　　کہ نازل ہو سدا تجھ پر تیرے اللہ کی رحمت
مرحبا اے خاصۂ پروردگار　　مرحبا اے قطب کل قطب المدار

ختم ہے مجلس چہارم اس کے پڑھنے والے اور سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطا فرما "بحق محمد وآل محمد ﷺ واصحابه وازواجه اجمعین" تاکہ صادقوں کی عاقبت بخیر اور ایمان کی سلامتی بخش، بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم چار پیر چودہ خانوادہ کے بزرگان دین کی توصیف بیان عطا فرما: یارب العالمین ویاخیر الناصرین الحمد للہ رب العالمین الفاتحہ حضرت جناب سید المرسلین محمد الحسن والحسین رضی اللہ عنہم وبروح پرفتوح حضرت سید شاہ بدیع الدین حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس سرہ کے نام ثواب پہنچاوے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله صلی الله علی خیر خلقه اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمن.

...... اپیل ......

حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم صاحب اب تک اپنے تحقیقی ادارے "دی ریسرچ سینٹر، کراچی" کے تحت مندرجہ ذیل کتب اسلامی پر تحقیقی امور (ترجمہ وتسہیل اور تخریج) انجام دے چکے ہیں۔

1	افضل الصلوٰۃ (درودں کی سوغات)	امام محمد اسحاق علیہ الرحمہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
2	سیرت النبویہ	امام ابن کثیر علیہ الرحمہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
3	تلبیس ابلیس (شیطانی دھوکے)	امام ابن جوزی علیہ الرحمہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
4	محک الفقر (درویشوں کی پہچان)	سلطان باہو علیہ الرحمہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
5	گلدستہ احادیث	مختصر احادیث کا مجموعہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
6	ستر ہویں شریف (افکار صوفیاء)	بابا حیدر شاہ علیہ الرحمہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
7	ذکر قلبی اور سائنسی تحقیق	ذکر قلب کی اہمیت	مترجم: مفتی محمد ہاشم

نوٹ : علم دوست احباب اپنے مرحومین کے ایصال ثواب اور صدقہ جاریہ کے لیے مذکورہ کتب کی اشاعت کے لیے تعاون فرمائیں۔

عبدالرشید مداروی

ناظم: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

(رابطہ برائے اشاعت: 0301-3815991)

خوشخبری

خدمات

پاکستان میں سلسلہ" طریقت بدیعیہ، مداریہ"
سے متعلق فارسی وعربی کتب ورسائل کا ترجمہ وتخریج:
علم روحانیت (تصوف) پر مبنی قدیم اسلامی کتب کی تسہیل وتخریج اور حاشیہ:
کتب علم روحانیت (تصوف) کی دلکش وجدید انداز میں اشاعت (پہلی شنگ):
اسلامی کتب ورسائل اور جرائد کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ:

اس لیے تمام محبانِ صوفیائے مدار علیہم الرحمٰن کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ اب وطن عزیز پاکستان میں بھی سلسلہ" طریقت بدیعیہ، مداریہ" سے متعلق کتب ورسائل اور وظائف پر مشتمل علمی وتحقیقی کتب پر (تسہیل وتخریج اور حاشیہ) اس کے علاوہ دیگر سلاسل طریقت روحانیہ پر مبنی اسلامی کتب کی تحقیقی امور کے لیے ہماری خدمات حاصل کریں۔

ذی ریسرچ سینٹر، کراچی

رابطہ:0301-3815991

کتابیات

☆...... قرآن مجید
☆...... جامع الترمذی
☆...... المقاصد الحسنہ
☆...... مرقاۃ المفاتیح
☆...... اللمع فی تاریخ التصوف
☆...... کشف المحجوب
☆...... عین الفقر
☆...... محک الفقر
☆...... عرفان
☆...... رسول کریم کا مقام عظیم
☆...... تجلیات صوفیاء
☆...... اسلامی انسائیکلوپیڈیا
☆...... ماہنامہ الفیض (کراچی)

حالات حاضرہ میں تعلیمات صوفیاء کرام پر مشتمل ایک مختصر و نادر تحریر

سیرتِ قطبِ مدار

قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار علیہ الرحمہ

(متوفی: 838ہجری)

مؤلف: مفتی محمد ہاشم

(ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

باہتمام: عبدالرشید مداروی

ناشر: مکتبہ تحقیقاتِ قطبِ مدار، کراچی

جذبہ اسلام سے سرشار بھائیوں اور بہنوں سے تعاون کی خصوصی اپیل...!

زیر تعمیر

جامع مسجد نور جہاں مدارِ اعظم

زیر نگرانی: مفتی محمد ہاشم

(مفتی: دارالافتاء والتحقیق، کراچی)

....

صدقہ جاریہ میں شامل ہونے کا نادر موقع

جامعہ مداریہ

اہل خیر خواتین وحضرات سے خصوصی گزارش ہے کہ وہ اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کی نیت سے جامعہ ہذا کے ساتھ مالی تعاون فرمائیں یا پھر اشیائے تعمیر خود اپنے ہاتھوں سے لیکر دیں۔

(1) بجری، (2) کرش، (3) بلاکس، (4) سیمنٹ وغیرہ

اپنی زکوٰۃ، فطرہ، صدقات ودیگر عطیات جمع کرائیں۔

منتظم اعلیٰ:...... عبدالرشید مداروی صاحب (0334-3351709)

نائب منتظم اعلیٰ:...... قاری محمد ارشاد صاحب (0344-2270836)

بمقام: پلاٹ نمبرز: 592 تا 595، ویٹھل گوٹھ، نور محمد بروھی، دیھ ناگن، نزد گلشن سرجانی ٹاؤن، تعلقہ وضلع کراچی ویسٹ

سلسلہ مدار کی مستند کتابیں طبع شدہ

سترہویں شریف

مختصر سوانح حیات
حضرت زندہ شاہ مدار

آئینہ تصوف سلسلہ مدار

اور دیگر کتابچے

آئندہ اشاعت

سترہویں شریف (حصہ وار)

مدارِ اعظم

مدارِ عالم

گل دستہ مدار

کرامات مدار العالمینؒ

ذوالفقار بدیع

تذکرہ مداریہ

گلزارِ ابرار

سیرت قطب عالم المعروف
حضرت زندہ شاہ مدار

سہراج الفقراء

تذکرہ فقراء

ناشر مکتبہ تحقیقاتِ قطب مدار، کراچی۔

مکان نمبر 3 شاہ مدار اسٹریٹ، نادرا آفس والی گلی، ملت نگر، رامسوامی، کراچی۔

Madaarimedia.Com